پرستہا جو کوئی اوسی جاکر بیچا ہی وہ عیارہ مانی کی گہر مین اوسی بلاتی اور لاکہہ روپی لی تب کہیلا باوس سی
شہزادی کا اپنے مال اور دولت پر نہایت مغرور تھی نشۂ بادۂ نخوت سی چور تھی غشان ہمت اوسکی میدان شوق
ملاقات مین بلند کرکے دروازی پر گئے اور جاتے ہی بی تحاشا نقارہ بجا دیا سنتی ہی اوس مکارہ دوران نے
دل مین کہا کہ الحمد اللہ مدت مدید کے بعد کسی بھی نیکبخت نی میری گھر کا قصد کیا چاہیے کہ میری حجبی کو روشن
کرنے اورسے ایسے موقع تارنے شکاری میری جال مین آئی انکا ارادہ کیا عجب ہی کہ دام مین پہنسے پہڑک پہڑک کر مرسے
نقل مشہور ہی کہ یہ طایفہ ابی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندہا گانٹھ کا پورا آئے سو خدا نے ویسے ہی شخص
بہیجی یہ کہہ چہٹ پٹ بناؤ سنگہار کرکے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جا بجا پہنکر بنی ٹہنی آن بان سے بن ٹہن کر
بیٹھی اتنے مین وہ بہی آپہونچی چند قدم استقبال کرکے ہر ایک کو سونیلی کرسی پر بٹہایا اتنے مین کچہ رات گئی
کہ ساقیان گلعذار شیشۂ شراب اور ساغر زرنگار لئے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائی اسیطرح آدہی رات
گئی تب اوس عیارہ نے کہا اگر اجازت ہو تو تختۂ نرد منگواؤن باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون
کہا منگواؤ اوس نے کیا پہر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکہا اور لاکہہ روپی کی بازی بدکر کہیلنے لگی لکہنے
والے نے لکہا ہی کہ شاہزادون نے اوس آدہی رات کے عرصے مین پچاس لاکہہ روپیے ہارے اسمین
خورشید جہانگرد مردی شفق پر نمودار ہوا اور نیمین مہرہ ماہ اپنی گہر گیا اس کٹنی نے بہی لیا دیا باری پہلی شہزادے
اپنی مکانون کو گئے دوسری روز جب آفتاب ہاتہونکی طرح مغرب کی منزل مین پہونچا اور ماہتاب بادشاہون کے
صورت پادشاہ انجم کولئے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے اوسی آن بان سے اوسکے
مکان مین آئے اور بدستور سونیکے چوکیون پر اجلاس فرمایا جو رقعا شاہزادون نے اپنی ہاتہین حاضر کیا اور
اسیطرح کا کہانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دستر خوان بچہا دیا جب تناول طعام تختۂ نرد
منگوا کر دس لاکہہ روپیے کی بازی بدکر کہیلنے لگے صبح ہونے تک سب مال و متاع نقد و جنس
ہاتہی گہوڑے اونٹ وغیرہ جو ساتہ رکہتے تہے ہار گئے تب اوس مکارہ نے بازی ہاتہ کہینچ لیا

کہا ای جوانون تمہارا سرمایہ آخر ہوچکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گہر کی راہ لو شاہزادون نے کہا کہ اگلی بار ہم زر طالع کو ترازوی امتحان مین تولین اگر ہمارے بخت کا پلہ جہکیگا تو اپنی ہاری ہوئی نقد و جنس کہ گرہ مین اونکی باندہی ہی کہول لین نہین تو ہم چارون تیری فرمانبرداری مین غلام ہوکر رہین کچہہ نہ بولین جب قول و قرار شہرت پا چکا وہان چالاکی طرفۃ العین مین وہ بہی بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد و جنس اونکا اپنی سرکار مین داخل کیا اونکو قیدیون کے سلسلے مین کہ پہلے سیکڑون تہے بہجوایا اور سپاہ اور رفیق اونکے گل خزان دیدہ کی پتیون کی طرح درہم برہم ہوگئے تاج الملوک نے اوسی مصلحت کی کہ آپ کچہہ ایسی حکمت کیا چاہیے جو اونکی خلاصی کا سبب ہو مجہ سے جو یہ کام بن آتا ہو تو دنیا مین نام ہو آخرت مین اجر فراوان یہہ دل مین سوچ کر شہر مین ایک امیر کے در دولت پر جا کر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان کسی امیر کو ڈہونڈہتا ہون تمہارے صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون اگر بندہ کو اپنی چاکری مین لین اور بندہ نوازی فرمائین بدل و جان خدمت بجا لاؤن اونمین سے ایک نے جا کر امیر کی خدمت مین شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اوسی حاضر کرو وہ لیگیا امیر نے اوسکے منہ کو دیکہہ کر کہا یا الٰہی کیا آفتاب چوتہے آسمان سے انسان کے قالب مین آیا یا کوئی غلمان بہشت برین سے

شعر

پیشانی نازنین پہ اوسکے	چمکتا تہا ستارہ بلندی

غرضکہ امیر نے اوسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختہ نرد کہیلنے کی دلبر [illegible] بیسوا سے اور جیتنے مین تمام مال اور اسباب کے
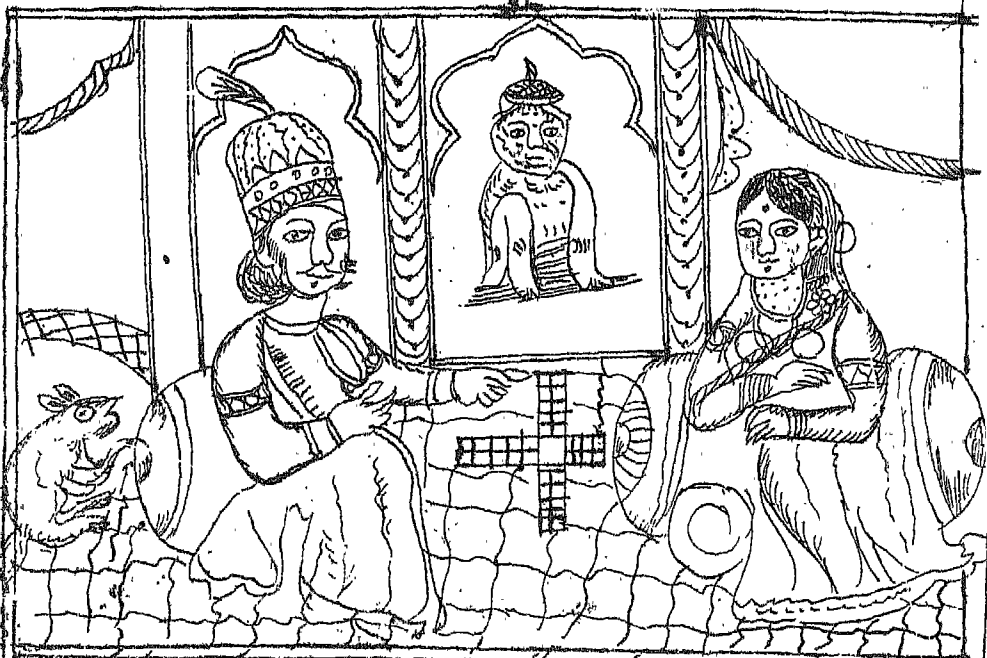
جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اوسوا اپنی وجہ مقرر سے کچھ روپے جمع کئے ایکروز
اوسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فقیر ویکی آشنا کوئی ہے اس شہر مین تازہ وارد ہے اگر حکم ہو تو ہر روز
چار گھڑی کیواسطے اوسکی پاس جایا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر ہے شاہزادہ ہر روز تختہ نرد
کھیلنے والونکی پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اوسکی قانون دریافت کر لئی اور ہر ایک سے بازی ہاتہ آنی لگی
گیا اوس عیاری سی کھیلے اور اپنی طالع کے قرعہ کو تختہ امتحان پر پہینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے
کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر تو ایکروز شاہزادہ اوسکے دروازے پر گیا دیکھا کہ ایک بڑھیا اندر سے
باہر آتی ہے کسی سے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا یہانکی یہی مدار المہام ہے بے مشورے اسکے وہ کچھ کام نہین کرتی
تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہئے دام محبت مین اسکو لایا چاہئے اسکے ہاتھ میرا
کام نکلے تو نکلے اوسدن تو شاہزادہ چلا آیا پھر ایک دن وہی بڑھیا اوسکو دکھائی دی سلام کیا اور پاؤن پر
سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہے اور کہان آیا مگر دیوانہ ہے یا مظلوم کہ اسطرح پھوٹ پھوٹ کر
روتا ہے شہزادے نے کہا ابیات کیا مجھسے پوچھتے ہو مین کون کمال مضطر دنیا مین کوئی مجھسا ہوئیگا

رکھا اور لالہ یہ وہ پچکی بازی بدکر پانسا پھینکنے پایلی بازی تو شہزادی نی جان بوجھکر ہاردی اور
بلی جو بہی کی مدد سے جیت لی پہر دوسری بازی کہیلنے بیٹھے جو ایک پانسا اوسکی خاطر خواہ پڑا اور
سر بلا پاچہ سے چاہا کہ پانسے کو اولٹ دے کہ تاج الملوک نی اُنگلی بجائی نیولا بچہ پلنگ کیطرح جست کر کے آستین سے
باہر نکلا چوہا تو اوسکی [illegible] سے نکلتے ہی کافور ہو گیا اور [illegible] پہی وحشت ناک [illegible] کی چراغ سری پہنک ہوا
شاہزادی نی بیہم ہو کر کہا کہ ای حبابی تو نی یہ کیا بیگل نکالا ہی باوجودیکہ تیری گہر کو شب چراغ تک ہی
ایک شمعدان بھی نہیں رکھتی وہ اس گفتگو سی نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہو گئی اوسی وقت
جڑاؤ شمعدان منگوا کر رکہا اور دونون پہر اوسی کام مین مشغول ہوئی کہنے والی نے یون کہا ہی کہ شاہزادہ نے
اوس رات مین بیشتر کورے جیتے اس مین صبح صادق ہو گئی تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ
کے ناشتی کا وقت نزدیک آ پہنچا ہی اگر مین اسوقت حضور اعلی مین حاضر نہون گا تو موجب قباحت کا
ہو گا یہ کہا اور اٹھہ کہڑا ہوا اور وہ روپے شام کے وعدے پر اوسکے پاس چہوڑ گیا پہر [illegible] آکر
حاضر ہوا شام کی انتظاری تمام دن جون تون کاٹا سورج ڈوبتے ہی سج سجا کی ایک ایسے گہوڑے
اور قفا پر کہ جسکی چال [illegible] سے ہوا و صبا بہی ہمدم و ہمسر ہو رہی تہی سوار ہو کر اوسکے گہر پہونچا
خبر سنکر اوسنی چند قدم چل کر استقبال کیا اور شاہزادیکو مسند کرسی پر لا کر بٹہایا کہانا کہا چکنے بعد
[illegible] روپے کی بازی بدکر کہیلنے لگے کہتے ہین کہ اوس کہلاڑن نے آدہی رات کے عرصے مین قریب کرور کے
[illegible] کی نقد ہار دی تب ششدر ہو کر شش و پنج کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت
پہونچی وہ بہی تاج الملوک کی ہاتہون ہاتہ لگا پہر اوسنی کہا اب تو تیرے پاس کچہ باقی نہین رہا
اتنی رات کس شغل سے کٹیگی اب لوہے باور [illegible] کہ شہزادی جو تونی قید کی ہین [illegible] ایک بازی کہیل
[illegible] تو لاکہ روپے [illegible] تو [illegible] لی لون اور چاہون سو کرون [illegible] پر وہ راضی ہو گئی
[illegible] شہزادی نے وہ بہی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ ای جوان بخت ایک بار اور بہی اپنا

ان باتون سے [illegible] ہاتھ آئی تو اپنی سب جنس ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون ہان تو تیری لونڈی ہونگی

سنتے شہزادی کو طالع کا ستارہ آسمان ترقی پہ چمک رہا تھا اسکی باتین وہی بازی جیت لی تب تو بہت خوش ہو

اور کھلکھلا کر ہنسی اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی اے جوان خدا کی مدد سے تو نے مجھے اپنی لونڈیون مین ملایا تو صبکو

جس شکار کیواسطے روی زمین کی بادشاہون نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اسکو تو نے

ہاتھون ہاتھ پالیا اب بہتر یہ ہے کہ مجھکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر دولت و حشمت کی ساتھ بسر کر

تاج الملوک نے کہا کہ یہ جب ہو سکیگا مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہے اگر حق تعالی کے فضل و کرم سے تیرا وعدہ

فیضیاب ہونگا اور البتہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہے کہ بارہ برس تک میرا انتظار کرے اور ہمیشہ مشکی

لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت مین مشغول رہے اور اپنے کسب سے ہاتھ اوٹھائے اوسنے کہا اے بوستان دولت کے

نونہال ابتک تیرے گلشن جوانی کا شگوفہ نہین پھولا اور بہار شباب کی چمنون پر سبزہ کا خط نکلا بھی نہین

مجھکو بھی اس کیفیت سے مطلع کر کہ مین بھی تیرے ساتھ جبتک میری قالب مین جان ہے [illegible] اور دکھ مین شریک

رہونگی [illegible] کرون کہ اب تجھکو تیرے گھر نہ جانے دیتی ہے اپنی کہانی [illegible] کہ

ہر روز و ہوا پہلے بھی استبالکو جیا وس علامے نے اس راز سربستہ کے کھولنے سے زیادہ

مبالغہ کیا تب شہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہے اور زین الملوک شرقستان کا بادشاہ تھا

ہون قضا کار میری باپکی آنکھین جاتی رہین حکیمون اور طبیبون نے بالاتفاق گل بکاولی کے سوا اور کچھ دوا

نہ کی اوسی روز سے میرے چار بھائی جو چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہین

خفیہ اونکی ساتھ تہا وہ تو تیری مکر و فریب کی دام مین پھنس گئے ہین مین سیکڑون حیلون سے تجھ تک

پہنچا اور غالب ہوا اب اسکی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آتا ہون نہین تو اسکے پیچھے جان

کہین نے اپنی جان سے ہاتھ اوٹھایا اوسنے سنکر کہا اے شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے دل مین سمایا اور

اندیشہ فاسد تیرے جی مین آیا آدمی کو کیا مجال کہ آنکھ آفتاب کی شکل اسے ہو سکے پرندے کی کیا طاقت

کر نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کیطرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی سب
کوئی مد تعین ہی بن آئے لیکن تو منہ بن اژدہے کی نجاہ شہزادی نے کہا فی الحقیقت یہ بات ہی
حق تعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کردیا تھا اگر میں عاشق ثابت قدم ہوں اور میرے
عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہزادہ وہاں تک میرا دسترس ہوگا مصرع کیا کر سکتی ہے
دشمن جو دوست مہربان ہو تو تیرے چھو سے قدر ہیچا اگرچہ بنی آدم قوت میں دیو سے کمتر ہیں
لیکن فہم و فراست میں زیادہ تر ہیں چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ بزرگی دی ہی ہم نے بنی آدم کو

حکایت برہمن اور شیر کی

نجات دیگا لیکن اپنے بہائیون کیواسطے بہت تقید سی کہا کہ جب تک خدا مجہی پہر یہان لاوے انکی حفاظت
کرو وہ واقعی کبہو نہ کریگا رخصت چاہی تہا تہ باچشم خونبار یہ چند اشعار پڑہے اشعار آتش سوزان ہجر
دل ہی شوخ پری پیدا تہا ۔ نقد جان بیکسان کو چہپکر تہا ۔ تشنہ لب ای ابر نیسان اس صدف کو چہوڑ کر
جانب ویرانہ خالم ستقدر دور تہا ۔ جل ہی ہی چاہ پسر باد حوادث تیر دشمن کلبہ احزان تہی مرادی شادی دلہا تہا ۔
تو نہین واقف ہی جیلے سے زمانے کے ابہی ۔ یوسف دوران نہ یہ دالتا تو اب پہر آچکا ہجمین تو چاہ ہی
وہ ہی سبب ناپید اکنار ۔ ہان مہری بات کو خالم سیہ جی تہا ۔ حشر مین پہر وانکو دیکا بہلا تو کیا جواب
جب ہوش کر اوسکو کہین سے شمع نور افزا تہا ۔ العیریٰ توں معلوم کیا کہ یہ مین سے کیا کہا اس بات کا حاصل
یہی ہی کہ دل مثل منزل تیرا ہو و نو بخش تخت بادشاہی کا او دیکہنے والا نادی او مجہد دیکہا تہا جب
اوسکی آنکہہ خلقت نہان ہو پہنچی اوسکی بصارت کو زنگ لگا او دیدہ روشن تاریک ہوگیا اب او سپید او
سر سیہ نیابی ہو گئے تجہی گل صنوبر کی تلاش مین کوشش کر لیکن یاد مین دنیای عیارہ کی بازی مین کہ
فریب کا دھر اسوا ہی مشغول تہا مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے بربادی اور بعد اوسکے مکر کی بلی
او فریب کی جیبکی سی اچہا پالنا اپنے حسب مشق بہیکے او اچانک تیری گل کا سرمایہ اور سوجاوے
تب تجکو دایم الحبس کر رکہے اگر تو سمجہے نیوسے کی امانت سی اس مکارہ کی بازی طلسم کو درہم برہم کرے
تو وہ فاحشہ جو بادشاہون وگردنکشون کی گردنین ہی تیری فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہی کہ تجکو اپنے حسن جمال
لبہا پہر آتی تو اسکو شہ پر الفت نہ نگاہ نکہہ تو یقین ہی کہ گل مراد کی دامن تک تیرا دست رسی ہو فقط

چوتہی داستان تاج الملوک کی دو چہنی کی بکاولی کی سرزمین

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے نہایت فلاکت کیا اور جہرہ
پہر خدا اسکا نام لیکر چل نکلا بعد کئی روز کی ایک ایسی وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا نہ تہی کی تمیز کر
رات مین فرق معلوم ہوتا تہا سپیدی او سیاہی مین روشنی آتہا نہ گیا جاتا تہا وہان جکا وارد ہوا او

اپنی ہلاکت کا وسوسہ دل میں لگا کر اُس غریب پہ پہلی ہی مصیبت کی لہر تھی کہ جسکو انہی سہارا دریا کا دریا تیرا
ہمت کی کمر چست باندھ اور سمندر کی پاٹ تہا اُنکو آشنا دہ میں مال دیکھ تو خدا کیا کرتا ہے سب غواص کر کے
خوف جو کہتے پاؤن ہو تو ایک بھی موتی نہ لگی ہاتھ اوسکے وہ یہ سوچ کر آندوش اوس صحرا میں جا نکلا جو
قدم قدم پہ تہا کانٹا گڑتا تہا ہر گام پہ آہ و نالہ کا تہا لاغر اوس دشت سے غایت جو چھالوں کی وسعی
تاریک تر تھا اور چندہ کا مسکن پر خطر تھا اگر ایک دم وہاں آفتاب آتی تو اپنا نور کھو جاتی ہر طرف اژدہے
بیچ کی پیاسی منہ پھولے پڑے تہے گویا خالی گھروں کے دروازے چھالوں کے سوا کہیں انہی جھونکوں کی سوا
نکہتی آشنا مدت تک شاہزادہ داہنی بائیں چاروں طرف دوڑتا پھرا جھاڑیوں کی گردوں سے بدن چھل
گیا ہر ایک عضو سی ہو پنکی لگا بہا تناک کہ پھول سے تلوے اوسکے پھول سکے کانٹوں سے چھپاکے
سکتے ہیں کہ شاہزادے ایسی مصیبت اور محنت اوٹھا کر اوس جنگل کو طے کیا اور لاکھوں سجدہ
شکر الٰہی کے بجا لا کر آگے بڑھا سامنے سے ایک نو پہاڑ سا بیٹھا نظر آیا اور وہ سمجھا یہ پہاڑ ہے جب
نزدیک پہنچا دیکھا اوس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا سر فلک ہو گیا اور ناخوشی کے بادل سا
گرجکر بولا کہ مشفق جانان میں اپنی رزاق کے اور قربان ہوں خالق کے کہ بھی ایسا لقمہ لطیف مجھ
دیو کثیف کو واسطے کھانے کے بھیجا یہ کہکے شاہزادے سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایام جوانی میں تجھے کسنے
عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجھسے مشتاق کیا جو تو شہر حیات کو چھوڑ کر یا ہی خود سخت
ویرانہ موت میں آیا شاہزادہ اوسکی ہیبت سی تھرایا چہرے کا رنگ پتنگ سا اوڑ گیا منہ پر ہوائیاں چھوٹنے
لگیں کہا ای دیو تو میرا حال کیا پوچھتا ہے کہ زندگانی اس قدر ناگوار تھی کہ مجھ پر وبال ہو گئی ہے اگر مجھکو اپنے
جان عزیز ہوتی تو میں ہرگز اُسکو موت کی پنجے میں نہ ڈالتا اور تجھسے خونخوار کے دام میں گرفتار ہوتا
اب مجھکو زندگانی کی صورت سے نفرت ہے بلا توقف میرا کام تمام کر کہ آکیا عث کی پیست مجھ ہو مین
کیا شفقت کی یہ بات سنکے خوشی سے تو بے ریشت ظالم کی ہو گئی نہیں تو ہم نفس بھی بہ بنے

بیٹھی کو یہ دیو کو اوسکی درد انگیز باتون پر رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی کہ یہ بات زبان
پر لایا کہ ای آدم زاد میں تجھکو ہرگز رنجیدہ خاطر نکرونگا اور سر مو تقصیر نکرونگا بلکہ اپنی پناہ میں رکھکر
تیرا مطلب کہ جو تو نے نکالا ہے اوسمین کوشش اور مدد کرونگا پس پریزاد یعنی شاہزادی پر شفقت زیادہ کرتا
اور بار بار دلاسا دیا کرتا تاج الملوک بھی تشفی باتین کرکے اوس شیر درندہ کے ہاتھ ملتا اور چاپلوسی اور تملق سے
اوسکی محبت کرتے تھے بارے القصہ ایکروز دیو مہربان ہوکر کہا تیری غذا کیا ہے مین لاؤن تاج الملوک نے
عرض کی آدمیونکی غذا اکثر کچھ میوہ گوشت وغیرہ یہی چیزین ہین یہ سنتے ہی فی الفور دوڑا اور ایک
قافلے پر پہنچا اوسکے لوگ شکر اور گھی اور میدہ اونٹو پر لادے ہوئے کہین سے لئے جاتے تھے وہ لدے
لدائے اونٹ اوٹھا کر شاہزادی کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش سے اوسمین سے کچھ کہا تاج الملوک نے
اونٹو پر سے وہ سب اوتار لیا اور اونھین جنگل مین چھوڑ دیا پھر ہر روز اپنے کہانیکے موافق کچی پکی
روٹی پکا کر کہانے لگا اسیطرح چند روز گذرے ایکدن شاہزادے نے کئی من میدہ لیکر اوسمین گھی شکر ملا کر
پوری نہی ٹھہر کی چیبا نو پر ڈال کے ہاتھ پاؤن سے خوب روندکر گوندہا پھر ادہر ادہر سے سوکھی لکڑیان
جمع کرکے روغنی روٹ سینکنے لگا تیار کی اور ایک اونٹ کو کباب بہی خوب نمکین بھونے دیو نے دیکھکر
پوچھا کہ آج تو نے کیوں اتنی تکلیف اوٹھائی اور کسواسطے فضول بکھیڑا باندھی تاج الملوک نے کہا یہ کہانیکی
چیز ہے تاکہ تم بھی ایکنوالہ اوسمین سے کہا کر آدمیون کے کہانیکی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سبکا سب اوٹھا کر
منہ میں ڈال لیا اسکا اسطرح کر کہانیکی اوسنے کبہی لذت نہ چکہی تہی بارے خوشی کے اوچھل اوچھل کر کہاتا تھا
اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا تہا ای آدمی زاد تو نے مجھے ایسی چیز کہلائی کہ میری باپ
نے بھی کبھی نہ کہائی ہوگی بلکہ آجتک کسی دیو نے ایسے کہانے کی لذت نہ پائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا
احسان مین ابدتک مانونگا اور دل سے تیرا ممنون رہونگا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکھی تو ہر روز
ہر قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کہلاتا اور وہ نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایکروز خود بخود

کہنے لگا ای آدم زاد تو ہر روز اس لقمہ لذیذ سے مجہے ایسا خورسند رکہتا ہے کہ اگر میرے بدن پر ہر رونگٹے کی
جگہہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کروں تو بہی نہ ہو سکے لیکن اتنا تیرا کوئی کام
میرے ہاتہ سے نہیں نکلا اگر کچہ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے کہا کہ میں نے سنا ہے دیوؤں کا
مزاج اکثر سہو کی طرف راغب ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہتے اگر تم حضرت سلیمان کی قسم کہاؤ
تو میں اپنا راز تمہیں ظاہر کروں تب دیو بولا کہ میں اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہوں خدا جانے کیا ہی اگر وہ مجہ سے
نہ ہو سکے تو مرنا پڑے آخر تب چار ناچار قسم کہائی اور پوچہا کہو کیا مطلب ہے تاج الملوک نے کہا کہ ایک بات سے
مجہکو ملک بکاولی کی سیر کا سودا ہوتا ہے اوس سرزمین میں پہنچا دے یہی میری آرزو ہے یہ بات سنتے ہی
اوسنے ایک دم سرد سینے سے کہینچا اور دو ہتہڑ اپنے سر پر مار کر بیہوش ہو گیا بعد ایک ساعت کے ہوش
میں جو آیا تو ہاے ہاے کرنے لگا اور ماتم زدوں کی صورت بنا کر بولا ای آدم زاد و صفائی سے تیری اجل کا
سررشتہ میرے ہاتہ میں نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتہ میں دی گلشن بکاولی پریوں کے بادشاہ کی
بیٹی کی جاگیر ہے ہزار دیو بلکہ اس سے بہی زیادہ اوسکے باپ کے غلام ہیں وہ ہر طرف اوس کے ملک کی
پاسبانی کرتے ہیں تو ایک طرف وہاں کے خاص چوکیدار جو اوس ملک سے زیادہ بکساں ہیں اونہوں نے
بہی اوس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکہا ہوگا کبہی دیکہیات کس کی کیا طاقت بلکہ صرف اون دیوؤں کی اجازت
کے بغیر ہوا بہی وہاں کی راہ تک کہاں پاتی ممکن نہیں کہ پہنچ سکے اور وہاں بیشمار رونات نگہبانی میں
مشغول ہیں کہ کوئی پرندہ اوس سرزمین پر نہ آ سکے اور زمین کے نیچے جو ہون کا بادشاہ بہی اپنا فوج
اور سانپ بچہو کا لشکر زمین پر محافظت کیواسطے مقرر کئے تا کوئی سرنگ لگا کر بہی نہ پہنچے بہلا میں
ہیں تجہے وہاں کیونکر پہنچاؤں اور جو پہنچایا تو یقین ہے کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤں اب تو
ایک کلام رکہ آج پہر اسطرح سے کہانا پکا کہ پکر پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوا اور میری کوشش سے
ہاتہوں کمیا تب چہکتا تاج الملوک نے وہی کیا جب کہانا پک کے طیار دیکہا چنگہاڑ اور آثار

القصہ تاج الملوک چند مدت محمودہ کی صحبت مین رہا لیکن اوس غنچہ دہن کا دل اوسکی باتون سے نہ کہلا
اوس گل کی پاس شگفتہ ہوکر نبیٹھا ایک رات محمودہ نی شاہزادی سی کہا ای ملا یہ نشاط شاہزادیون کی
سی وضع ہی جو رات کو اپنے ہمخوابہ کے گلے لگ کر سوتین الگ پڑی رہین بوس و کنار نکرین اور مجھکو
جیسے سمجھے تیسے اوٹھکر رہے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت اتنا نہین اس سے بھی کچھ زیادہ ہے
مگر کسی کھیتے بیٹھے کو جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بھی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہے اور مینے
عہد کیا ہی کہ جب تک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجھون کسی سی اختلاط نکرون محمودہ بولی
وہ کیا ہی کہ بیان کر کہا مین ملک بکاولی کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون محمودہ نی جواب دیا خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ تعالی کل رشتہ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کھولونگی اور وہ ملک تجھے دکھاؤنگی غرض وہ رات
جون تون گذری جب مہتاب چھپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سی باہر لائی اور آپ
داہنی بائین زانو پر بٹھا کر شفقت و الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بھی سروقد اوٹھ کر آداب بجا لائی
اور عرض کی کہ ای اماجان مین کچھ گذارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر و آنکھون سے
کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک بکاولی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتی ہین جسطرح ہو سکے انکو [illegible]

تھا الغرض چند روز حیلے اور عذر کئے آخرش دیکھا کہ کسی طرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا
اور جو سوہن کی بادشاہ کو بلا کر فرمایا کہ اسوقت یہان سے بکاولی باغ تک سرنگ کھود کر اس
شہزادیکو میری حیات کا سرمایہ ہے اپنی گردن پر سوار کر کے اوس باغ مین پہنچا مگر خبردار سر مو اسے
آسیب نہ پہنچے ہرگز اوسکی گردن سے نیچے نہ اوترے جیسا اوسنے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہنچکر
شاہزادی نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اوتر کر اوسمین جائے جو سہنے نے چھوڑا اور ارادہ سپھونکا کیا تاج الملوک
بولا کہ اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانیکو تو بہتر نہین تو مین ایکو ابھی ہلاک کرتا ہون جو لاحول ولا قوۃ اگر مین
جانب کھیل جاؤنگا تو مین بھی حال کیا ہے نہ پہونچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہے کہ سونیکی
زمین پر زر خالص کی دیوارین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین
زمرد کی چمنوں کی روش پاس فیروزے کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھکر خدائی نظر آتی جاری ہین
سبحان اللہ کیا سہانا باغ ہے کہ دیکھنے والونکی نظر پر جسکی چمن کی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آئے
اور پھولونکی رنگ کی سہنی سے گلسرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے
وہانکی انگور کا خوشہ زمرد مین عقدہ پروین کا رشک ہو جاتا ہے اور سنبل کا عالم سرا ایک سبزہ چمن
سمجھ کر حال بالونکو پیچ و تاب مین لاتا ہے اگر اوسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیون
بلبلا سکی ہو ہوانکی جو وہانکی چہچہونکی صدا ستارہ کان مین پڑے تو پھر سننے سے باز رہے اور اگر زہرہ سنے تو اپنی
وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب لیکر سمیت زمین پر گر پڑے معشوقون کے فندقون سے وہان کے
عناب رنگین تھا اور سرگردانی مین قامت خوبان سے کہین بہتر اوسکے ایوان کے شمع کا اگر عکس
زمین فلک پر واز ہو تو بجا ہے اور مہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ ہو دائے ایسے ظرف تر کہ لعل
کے وضعون مین موتیون کو سمجھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے گہر مین ستارون کی خوشے
اونپر گلاب کی شیشہ اور حوضون پر زمرد کی ڈالیان ہوا سے جھک جھک کرین اور بطخین لوہر شب چراغ

بہاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کر کے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا پہر خلعت پہنا کر
اور میوہ کہلا کر داہنے بائین زانو پر بٹہا لیا اور سر منہ چومنے لگی اس اشفاق پر بہی دونونکا غنچہ خاطر
نہ کہلا تب بولی ای دختر [illegible] دای و داماد عزیز جو تمنا تمہارے دل مین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے
بہی مانگو گے تو توڑ لاؤنگی محمودہ نے اوسکا شکریہ کیا کہ تمہاری توجہات اور عنایات سے
کوئی آرزو ہماری دل مین باقی نہین اگرچہ تمہاری آتش جدائی بہی جگر کو جلا سکی اور تمہاری
مجلس سے رخصت گویا جان کی رخصت ہے لیکن ہر ساعت بہنونکا شعلہ فراق میرے سینے مین شمع
اونکی دل و جگر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہی اگر حکم ہو تو چند روز کیواسطے بہنونکی صحبت مین جاؤن اور
اونکی آب وصال سے اس آگ کو بجہاؤن مصرع کہین ہوتی ہین پیاسا ہون تیری ۞ حمالہ نے اثبات کے
سنتے ہی ٹہنڈی سانس بہری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجہے پرورش کیا تہا کہ اپنی آنکہونکو صبح و شام
بلکہ مدام تیرے سرمہ دیدار سے روشن رکہون پر تو کیا کرے حق بجانب تیرے ہے مین خوب جانتی ہون
کہ یہ فتنہ سویا ہوا شاہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز [illegible] اسکی [illegible] مصرع
ہے گناہ میرا کچہ نہین خطا تیری ۞ قصہ مختصر حمالہ نے دیکہا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو بلا کر
کہا جہان کہین شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام شان سے پہنچادے اور انکی سپاہ بہی لادو تو تیری جان
خلاص ہوگی اسکے بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر کے اوکھیڑ کر ایک تاج الملوک کو اور دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جس وقت
تمہکو کوئی امر درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکہنا اور مجکو اشارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین مین
پہنچا جانتا ہے تاج الملوک کی ہاتہ مین محمودہ کا ہاتہ دیکر یہ شعر پڑہا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را کہنے والے نے یون کہا ہے کہ اسیوقت وہ دیو پہاڑ کی مانند بجلی سا
تیز رو دوڑا آیا پوچہنے لگا جہان فرماؤ پہنچاؤن شہزادہ بولا شہر فردوس مین لیکر چل [illegible]
یہ سنتے ہی اون دونونکو اپنے کاندہے پر بٹہا کر ایک پلک مین تاج کیا اڑا لا اور سپاہ انکی تاج الملوک

نے کہا فدا اتنا الکہہ دیتا ہون جو آواز شہزادیکی بیبوا کی کانمین پڑی سنتے ہی دوڑی آئے
اور اوسکے قدمونپر گر پڑی پہر سجدہ شکر الٰہی بجالا کر بولی شعر ہو کی جگہ تن پہ اگر میری زبان ہو ٭
تبھی نہ ہی بندہ نوازیکا بیان ہو ٭ شاہزادی نے اپنے پہونچنے کا حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا
کیجو بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ کی نکاح کی کیفیت گل بکاولی کے
ہاتھ آنیکی حقیقت مفصل اوسکے بیان کی پہر وہ اوٹھکر محمودہ سے ملے اور بہت سی اوسکی دلداری اور مہماندا
شاہزادی نے وہان چند روز توقف کیا پہر وہی تک کر جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل کے پہونچنے سے اون اہل
نظر کی آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کرین کشتیان جہاز کرین اہلکار وہی عملین لائی قوانین بندیجا
داروغہ نے آکر خشکی کر پورب کر شاہزادون کی حق مین کیا حکم ہوتا ہے تاج الملوک صاحب خانہ کیطرف
متوجہ ہو کر بولا کہ سچ کہین بہائیون کی سفارش کرون لیکن قبول نہ کیجیو جبتک وے تیری مہر کا داغ اپنی
پیٹھ پر نہ کہاوین جبتک زندان بان نے نکلوایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اکثر شاہزادی پورب چکھیم کے
بیٹے ہیں وے اون بیچارونکو بھی اس گرفتاری سے نجات دو کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے آگے
سرخروئی ہو وہ بولی آپ چاہین وہ تکلیف بجا ہین کیونکر انکار ہو سکیگا مگر ایک صورت ہے کہ اپنے چوتڑون پر
میرے مہر کا داغ کہاوین شاہزادون نے سوا اسکے اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا
پرتشدد ہوا کے وہان سے چھوٹے اور جہان سینگ لیگئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک ایک خلعت
اور لاکھ روپیہ خرچ کیواسطے دلوادیے اونھون نے اور کسی شہر مین کچھ جمعیت بہم پہونچائی
پہر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کیطرف تری کی راہ سے رخصت
کیا اور ایسا وعدہ کیا کہ فلانے شہر مین پہنچکر مقام کرنا مین بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہونچتا ہون ٭

ساتوین داستان اودہین تاج الملوک کے ملنے کی بھائیون سے

اور چہین لینا گل بکاولی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کی بھیس مین پیچھے پیچھے بہائیون کے چلا آتا تہا کہ انکا ارادہ کیا ہے
الغرض وہ جہان اوترے ہوئے تھے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھکر اونکی لن ترانیان اور جولانیان
جہوٹی جہوٹی سننے لگا بعد وہ اپنی مین اور کہا کچہہ بہی سو اپنا منہ دیکہو گل بکاولی میرے پاس ہے اور
اوسیوقت اوسکو کمر سے کہولکر اون دغا بازون کے سامنے رکہدیا شاہزادی طیش کہا کر دوسے بہلا
اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی ہو تو جو ہم چاہین تجکو سزا دین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا
بہت بہتر ہے اندہی کو بلاکر پہول اوسکی آنکہون مین ملا فورًا وہ نابینا سوگیا وہ اس تماشے کو دیکہکر
حیران رہگئے آخر نادم ہوکے پہول زبردستی چہین لیا اور مارے طمانچون کے اوسکا منہ لال کیا
پہر گردن مین ہاتہہ دیکر وہان سے نکالدیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چند روز کی بعد اپنے ملک
کی سرحد مین پہونچے اور ایک ایک کو آگے بہیجا کہ ہمارے آنیکی خبر حضور مین جلد پہونچا وہ اوسکا
حکم فی الفور بجالایا جب زین الملوک نے یہہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر یہہ قطعہ پڑھا

قطعہ شتابی لامجہی آیا یہ قاصد جانان * کہ دوڑ کے ہوشکو پہنچا ہی صاحب دردان * ہر ایک غنچۂ خاطر
کہلا ہی کنعان مین * نسیم لائی مگر بوی یوسف کنعان * حاصل کلام بادشاہ
خود کئی منزل استقبال کیواسطے تشریف لیگئے جب دو چار ہوئے شہزادون نے قدم بوسی
کی اور بادشاہ نے اونکا ماتہا چوما ایک ایک کو چہاتی سے لگایا الطاف فرمایا پہر شاہزادون نے گل بکاولی
نذر کیا حضرت نے جو ہین آنکہون پر ملا ووہین تارا سی روشن ہوگئین تب کہا الحمد للہ دیدۂ ظاہر کو اس
پہول نے نورانی کیا اور دیدۂ باطن بیٹون کے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ
شروع کیا اور شہر مین منادی پہروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش و عشرت کا دروازہ ہر ایک پر کہلا رکہے اور غم والم

آٹہوین داستان بکاولی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکہنے کی اور اوسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

مغنیٔ سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بہرتا ہی کہ جب بکاولی نی چادر جب آنکہ کہولی
اور خواب راحت سی چونکی انگڑائی لی درست کرکے پٹیوار تار سے بہنی کنگہی سے بالونکو سلجہا اور دوپٹا
اوڑہا پہر آہستہ آہستہ جہومتی اٹکہیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر قدم پر وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے
زمین کو پائین باغ بناتی تہی اور گرد راہ سی چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تہی جب حوض کے کنارے پر پہونچی
دست نگارین سے گلاب پانی رخسار پر ڈالنے لگی اور پہر یکایک خیال کہ عنبر کے نشے تہا دہو دہو کر گلاب مین ملانے اور خوشبو کی
یاد و نظر چشم مست نارسی دیکہنے بہا لینے لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور تامل نگاہ
کی کچہہ اوسکا نشان نظر نہ آیا تب سونیکی طرح اوس سیم تن کے منہ پر زردی چہائی اور غنچے کی مانند موم
سی کمہلائی اتنے مین انگوٹہی پر آنکہ جا پڑی حیرت زیادہ بڑہی گہبرا کر دونون ہاتہون سے آنکہین ملنے
لگی اور دل مین یون کہتی یا الہی یہ خواب دیکہتی ہون یا عالم طلسم پہر بولی اگر خواب ہوتا تو علامتین خلاف
ہوتین بس صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کام انسانکا ہی نہین تو دوسرا کیا تہا کہ اٹہارہ ہزار

لکھتے ہیں کسکی سعی سے اور ظاہر ہیں کسکی آدمیں بھی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دو دن

نویں داستان حمالہ کی پہنچنی کی تاج الملوک کی پاس دیوؤں سمیت اور بکاولی کی ہی حویلی و باغ تیار کرنی مین

جب تاج الملوک کہی اون نا مناسبت آدمیون کی گل بکاولی چاہین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ و تاب کہا کر
رہ گیا مثل ہے کہ قہر درویش بر جان درویش پہر کچھ فہمون کر کے پیچھے بعد روز کے اپنے باپ کی سرہانے ایک
منزل جو دیونکا مسکن تہا او سمین آ پہنچا اور چقماق سے آگ جہاڑ کر حمالہ دیو کا دیئے بال کو دو سیر
کہا یا تو پہنا کی بہی نہ جلا ہوگا کہ وہ اپنا رہ شہزادہ دیوؤن سمیت آ پہونچی اور تاج الملوک تو فقیر کے بھیس
مین دیکہتے الگ ہو گئی کہ ای شہزادی میری بیٹی کو کیا کیا اور تونی اپنا حال کہہ سنایا تاج الملوک بولا کہ
اسکی توجہ سے سب طرح خیریت ہے لیکن ایک کام مجھ کو نہایت منظور ہی اور وہ اسکی تدبیر مجھ سے نہیں ہو سکتی اسواسطی

انکو مضطرب ویسی ہی حالت سے کہا اے عیار ہاں نہ بناؤ کونسا کام ہے کہیں جلد کہو تاج الملوک نے
عرض کیا کہ میں چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل و باغ کہ ہو بہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بنا
تم جسطرحسے جانو جلد بنوا دو وہ بولی اے شہزادے یہ کتنی بڑی بات ہے مگر مین نے تو اوسکے باغ او عمارت کو دیکہا
نہین پہلا مین ویسی مکان کا نقشہ کسطرح بتاؤن اور سیکڑون عقیق یمانی کے لیے او ہزارون سونے
روپے اور جواہر بیش قیمت کہواسطے ہر چہار طرف بہیجے دیوون نے تین دن کے عرصے مین جواہرات
جو چاہیے تہا تودے لگا دیے پہر شاہزادہ جسطرح بتاتا گیا اسیطرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دو تیر کے
کہود کر سنگ سلیمانی کی او ان پر خالص بہر دیا اور اوسی قلعہ طلائی پر جڑاؤ عمارتون کو بنا ڈالی حوض و
دالان نشیمن بنائے قصر اور اوسی طرحکا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین نہر در نہر ہمیشہ اور زبرجد اور یاقوت کی دو دالان
عالیشان آتشی بنائے بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع اوسی قطع کا گلاب سے بہر بنایا پہر ایک مکان مین فرش
فرش اوسی ناک کا بچہایا حاصل یہ ہے کہ جتنا جواہر سونا روپیہ دیو لائے تہے اوس مین سے آدہا مکان بنات کے
بنانے مین خرچ ہوا چوتہائی کارخانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانے مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی
بیچ او ہایا او کہا سنا اسکے سوا او دیوونکو آدمیون سی کمال مخالفت ہے پر محلس مین نے تجہسی محبت کی
اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے ملک مین کہ آج تک کوئی
نہین گیا تجہی پہونچایا پہر بسبب اس حرکت کے کہ جب تجہسے وہان ہوئی اوسکی ماں ہی مین نے
کیا کیا صعوبت اور زحمت اوٹہائی سو یہ محمودہ جانکی خاطر ہی ایسا ہو کہ اوسکا دامن ہوای روزگار کی
غبار آلودہ نہ کیجو کہکر رخصت ہوئی اوسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو اقامت کیلئے فرمایا تہا
اوسیطرف شاہزادہ بڑے ٹہاٹہ سے گیا او اون کو جڑاؤ عماریے مین
سوار کیا پیچہے پیچہے خواصون کے محافے رہتین جبکہ اپنی سلطنت سے
باغات کے

پڑوسے پڑے ہوئے اوسکے آسے غلام خوش ہو کہا کہ ہوئے روتے پیٹے کے عرصے انہوں نے بہت ہی غم و فکر کیا
اہتمام کرتے ہوئے غرض اسی جنگل میں اوسکو قصر عالمین دونوں کو داخل کیا اور عیش و عشرت میں اوقات بسر کرنے لگا

راویان شیرین سخن کا خامہ داستان کی بنا کا یہاں سے لکھتا ہے کہ تاج الملوک کے غلاموں میں ساعد نام اوس
بیابان میں سیر کرتا تہا پہرتا تہا ناگاہ اوسکی نگاہ کسی لکڑہارے پر پڑی کہ لکڑیان سر پر لیے جاتے تہے جاکر
اوسنے پوچہا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہاں لیے جاتے اونہوں نے جواب دیا کہ ہم شہر شرقستان کے لکڑہارے
ہیں یہی ہمارا کسب جو اسی سے ہمارے لڑکے بالے جیتے ہیں دانہ پانی کہاتے پیتے ہیں اوس نے کہا
آج تم یہ لکڑیاں میرے آقا کے بار چہیانے میں لیچلو دیکہنا اوسکا نزدیک ہے اونسے اس ویرانے میں
ایک شہر آباد کیا ہے وہیں قیمت ملیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پہر کہیں اور لکڑیان بیچنے نجاؤگے وہ سنکر

کہ عورت وہ اگرچہ جنت و بیوی کو منزل ایک عورت شکیلہ نکلے سے کسی طرح کی مطیع کردی تو عجب کیا ہے
شوہر نے پوچھا یہ صحیح ہوا کہ کیسے پیر کیوں وہ ہا نہ بی بیبی بس ہے اوسکے دینی کو کیا آپنے اوس شاہزادی کا قصہ
جیسے ایک بیوی علامت مرد بیلئے اپنی شادی کی تھی نہیں سنا و تب پیٹے کہا وہ کیونکر ہے **حکایت**
کہنے والے نے عرض کیا کہ اگلے وقتوں میں ایک بادشاہ تہا اوسکے محل سرا میں سونڈیاں صاحب جمال ہمیال
نہیں مہر کسی سے اولاد ہوتی تہی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کو اوسمیں سے حمل رہا نو
مہینے کے بعد اوسکے لڑکی پیدا ہوئی اوسی طرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا جب چوتہی بار حمل رہا
بادشاہ نے قسم کہائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی تو اوسکو اوسکی ماں سمیت جانسے مار ڈالونگا تقدیر سے لڑکی
اس بہتی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت بڑی طلعت اوسکی ماں نے جان کی خوف سے لڑکا مشہور کیا
اور منجموں سے بہی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجہا دو کہ دس برس اس لڑکے کا منہ دیکہنا آپکو اچہا نہیں جب منجم
سمجہوں نے بادشاہ کی خدمت میں اسطرح عرض کی حضرت نے بہی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہوشیار
ہوئی اور اوسکے دنیا سے مناسبکی بہوڑی دن رہی جب اوس نے بیٹا کہوانیکی وجہ اوسکو سمجہا دیا اور کہا کہ
بیٹی تو بادشاہ کے حضور مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی رہی اور جان بچی چنانچہ
لڑکی ایام معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت میں کبہی کبہی آتی جاتی پہر آکے جلدی چلی آتی اور
دیتیک رہتی آخر اوس عشرہ سبعتاکی بسبب سرسے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب بیٹا دیکہی نزدیک ان
آ پہنچے بادشاہ نے اوسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونیکی ہودی پر بٹہایا یعنی بادشاہی تخت دلہن کے
ایک کوٹہا نہ ہوا لڑکی کبہی اوس حالت میں ہنسی اور کبہی روئی ایک رات کسی طرح سیانہ میں اتفاق سے
سے لڑکی مارے شرم کے کہ آخر کار اسکا وبال جان ہوگی چپکی او نکل اوس
بیابان میں چلی گئی اس ارادے سے کہ کوسے تو وہ نہ کہا جانے جا سکے
راستے ایک درخت سکے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تہا تو پہر وہ اوسکی حسن

ہو گیا اور ادمی کیخوبصورت شکل لڑکی سے آگے آکر اوسکا حال پوچھنے لگا اوسنے ساری حقیقت بیان کی
یہ سنکر دیو کا دل بھر آیا اور بولا اگر تو امانت مین خیانت نکرے اور اسپر قول دے تو اپنے آلت کسی حکمت سے
تیری لگا دون اور تیری علامت آپ اختیار کرون لڑکی دیو کے کہنے کی موافق عمل مین لائی اوسنے وعدہ
پورا کیا پھر وہان سے خرم و خندان وہ اپنے شہر سے آئی کئی روز کے بعد بارات اپنی منزل مقصود کو پہنچی
اور شادی بھی فراغت کر کے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادہ نقلی چند مدت وہین رہا جب اوسکا ایک
لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اوس جنگل مین پہنچا اوسی درخت کے نیچے
گیا کیا دیکھتا ہے کہ دیو بیاہ کے بھیس مین رونی شکل بنائے بیٹھا ہے شاہزادہ نے کہا ای دیو مین نے
تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھی کو دے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا
تقدیر مین یہی لکھا تھا تب اوسنے پوچھا وجہ اسکی کیا ہے مفصل بیان کر وہ بولا کہ مین اسیصورت سے تیرا منتظر
یہان بیٹھا تھا ناگاہ ایک دیو پیادہ سا آیا اوسکے دیکھنے سے مجھپر شہوت غالب ہوئی اور ماری مستی کے
رہ نسکا اوسنے بھی دوسکے مجھی چھاتی سے لگا لیا آخر شربت وصل پلایا مین اگر اب علامت مردی کی
لگا لون تو جننے کیوقت جی سے ہاتھ دھوہاؤن اسکے سوا یہ تھا کہ مجھپر کھلا کہ مردون سے زنان مین شہوت
بہت زیادہ ہے اسیواسطے راہ لے مین نے اپنی چیز پھیری اپنی آلت کیخیر مجھی کو بخشا وزیر نے کہا خدا کی قدرت سے ہو (ہر چیز)
سکے مجھی کچھ اسمین شک نہین لیکن محال چیز کا آدمی سے موجود ہونا عقل میری نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین
مانتا شاید توتے چڑیے او فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے عرض کیا فرمایئے

حکایت وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانہ کھاتا تھا ایک
فقیر جیب پوش کو دور سے آتے دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو کہ پنجہ بلا مین گرفتار
کرے نر بولا کہ اس طرح اوسے کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پہ چلتے ہین وہ کسی کے ایذا کے روادار نہین ہوتے
انہین باتون مین تھی کہ فقیر آ پہنچا اور بغل سے ایک سونٹا نکال ایسا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا

بہرحال اوس ظالم کی ہاتھہ سے بیباک کرکر تا پڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کی پاس گیا پہلے تو جاکر دعا دی پھر
یہ عرض کی کہ فلانے درویش نے بی تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہے یہ بادشاہ نے فرمایا اوسکو حاضر کرو
چنانچہ حضور مین اوسے لے آئے تب حضرت نے غضب ہو فرمایا کہ تو نے اوسکو کیون مارا اسنے
عرض کی کہ اگر مین نے اوسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسانکی خوراک ہے یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین
بیچارہ چھوٹا سا جانور ہون پر اسقدر مجھکو شعور ہے کہ اپنے دوست سے شیر و شکر کیطرح رل جاتا
ہون اور دشمن سے کوسون کمان کی تیر کیطرح بہاگتا ہون [illegible] دنیا پونڈی گدڑی دیکھکر مین نے جانا تھا
کہ تو خدا کی راہ پر کسی کے حق مین بدی نکریگا لیکن اب بھید کھلا کہ تیرا شیطان ہے اور گدڑی
مین فقط مکر و دغا بھرا ہے اب اسکو اوتار رکھہ کہ اور کوئی میری طرح سے فریب نکہاوے اور تیری دام
مکر مین نہ آ جاوے چڑیکی باتین حضرتکو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کرکے نکال دیا بعد چند روز کی
[illegible] مین [illegible] کسی درویش نے کسیطرح اوسکو پنجرہ مین پکڑکر بند کیا چڑا سمجھا کہ اب جان پر آ بنی
[illegible] لیکن مرد خدا بھیجے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کہانسے بھی [illegible] لقمان
بیٹھا ہے بس چند سخن [illegible] اگر مجکو چھوڑ دے تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا
پنجرے سے نکالدیا پاؤن پکڑکر ہاتھہ پر بیٹھایا اور کہا لو کہو چڑا بولا کہ ایک علم کہتا ہے کہ خدا چاہے تو پتھر اونٹ
کی قوا سوئی کے ناکے سے نکل جاوے یہ بات سچ ہے خدا کی قدرت سے دور نہین پر آدمی کی سمجھ سے ہرگز
اعتبار نکیا چاہیے دوسرے یہ کہ اپنے اختیار مین نہو اوسکے واسطے غمگین نہوا چاہیے اے درویش
چھوڑ دے تو اور کہون آزادی اوسے آزاد کیا چڑا اوڑکر ایک درخت کی ڈالی پر جا بیٹھا اور بولا فقیر تو بڑا
احمق ہے کیا تیری عقل مارگئی جو ایسا شکار ہاتھہ سے کھویا میرے پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہے اگر تو مجھے
مار کھاتا تو وہ بھی تیری ہاتھہ آتا درویش یہ سنکر ہاتھہ ملنے لگا اور یون کہنے لگا [illegible] بہلا [illegible] لقمہ
[illegible] تو اور باتین تو کچھ چڑا بولا کہ تیرا دل [illegible] کہ میری باتین اوسی [illegible] نا حق

کہلا ضایع کرو ن مثل مشہور ہے کہ اندھے کے آگے روو اپنی انکھین کھووے اے نادان ابھی تو مین نے
تجھسے بات کہی تھی جو چیز اپنے قبضے سے نکل جاوے اوسکی واسطے نہ پچھتائیے اسی دم تو بھول گیا اور یہ نہ سمجھا
کہ مین نے لعل کہان سے نکالا ہوگا یہ کہکر تو چڑیا اوڑگیا اور فقیر نے مایوس ہو گھر کا رستہ لیا اس بات سے
اپنی غرض یہ ہے کہ خدا کو سب طرح کی قدرت اور طاقت ہے انسان کو چاہیے کہ بے تحقیقات بادشاہوں کے
خوابون کی بے عرض معروض نکرے اسواسطے تجکو لازم ہے کہ پہلے تو جاکر اپنے آنکھونسے
دیکھ آ پھر عرض کر

گیارھوین داستان جانا زین الملوک کی لشکر اور ارکان دولت کے ساتھ ضیافت کھانیکو تاج الملوک کے مکان پر
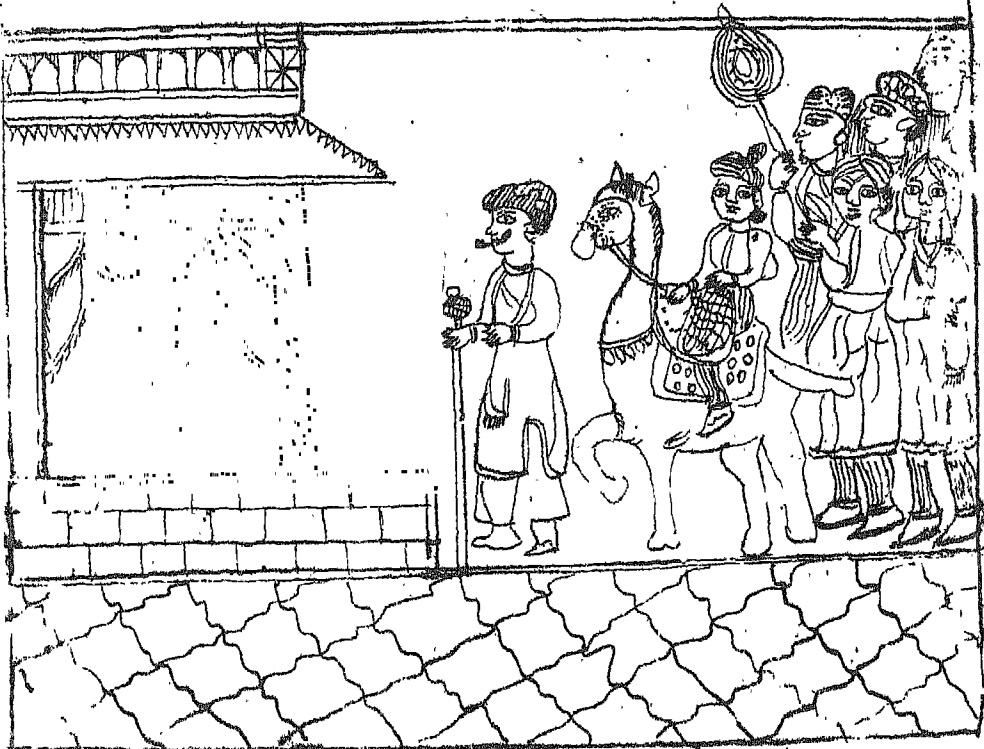
الغرض کوتوال اپنے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طے ہوئی سر اول پکارا اوٹھا
اس جنگل مین ابھی آگ لگ رہی ہے کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہونچتے ہین اتنے مین سواری کچھ اور
آگے بڑھے سونے کی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جابجا ہر سو کہ جسپر آتش کا گمان ہوا تھا وہ یہی کہ
شعلے تھے وہ اوسکی چمک تھی اتنے مین جب کوتوال کے آنے کی خبر سنی فرمایا کہ حضور تکو بہر وفاداری
حضور شاہ اور ساتھی یاقوت کی دالان مین شہا و اہلکار حسب الحکم کوتوال کو حویلی مین لیگئے وہ جسطرف
آنکھ اوٹھا کر دیکھتا تھا چلتا تھا ہستی جواہرات کی چمک چوندھ لگ جاتی تھی غرضکہ ایک ساعت کی تاج الملوک نے
بھی تخت [illegible] کو زیب زینت بخشی کوتوال اوٹھکر آداب بجالایا اور دعا و ثنا کی بعد عرض کرنے لگا جب
حضرت کی کان بنانے اور ملک بسانے کی اس جنگل مین خبر شہرستان کی بادشاہ کی جناب مین پہنچی تب اس خانہ زاد
کو تحقیقات حال کے لیئے بھیجا ہے گستاخی معاف اگر آپ کی دل مین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہے
تو ادھر سے بھی کچھ وسواس نہین والا طرف جنگ کی کا کھٹکے نہین اگر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جیئے تو بہتر
دو ملک ایک [illegible] نہین رہتین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سنکر بولا نہین تو
اس حیوانات کو وطن مین آباد کیا تھا نگاہ بنائی ہے حقیقت یہ ہے کہ بندگی مین مشغول رہتا ہون خواہش بادشاہ

مطلقا نہین بلکہ دعوی دولتخواہی ہی کو قوال نے جو یہ کلمہ شایستہ سنے خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو کچھ دیکھا
سنا تہا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر ایک لمحہ تو بحر فکر مین ڈوبا رہا پھر بادشاہ کی حضور مین جا کر کیفیت ایسے
نقل بخوشی عجیب و غریب تو ہیچ جانا اور کتنون نے جہوٹہہ سمجہکر نمانا بکاولی کو زین الملوک کی خدمت مین حاضر تہی یہ بات
سنکر دلمین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کی بعد عقدہ لاینحل کیصورت کشایش اور شب ناامیدی سے صبح
آسایش ہونیکی شکل نظر آئی بیت طپش دلنے خبر یار کے آنیکی ۔ خوش ہوا ہی چشم کہ یہ زخم رفو ہوا
نہین ۔ بادشاہ بہی اس ماجرے کو وزیر سے سنکر ایک ساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اوسکی
بعد فرمایا کہ ایسی صورت ہی تو ایک آیت زوال سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجا لاکر
عرض کیا کہ عقلمندون نی کہا ہی جس دشمن سی لڑائی مین نہ بر آسکے اوس سے دار و مدار کرکے بچنا چاہیے
بیت خوشی سے جو بر آوے کام کیون کہینچیے تیغ شندی و کرد نکلتی ۔ اب یہ تدبیر ہی کہ قبلۂ عالم اوس سے
اخلاص بڑہاوین اور رشتہ محبت کا اوسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسیکو اس
بات کی لایق نہین دیکہتا ہون تو ہی وہان جا اور رابطہ اوس سی بہم پہنچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ
بہی مرے اور لاٹہی بہی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گہٹے اور اخلاص بہی بڑہے وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے
اپنے گہر سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اوسکے آنیکی خبر پہنچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش
کی تیاری سے سر کرین حوضونکا گلاب بدلوائین فواری چہڑوائین اور اوسکو لعل بدخشانی
کے دالان مین بٹہائین جب وہ آیا اہلکار اوسے طرح محل مین لائے شہزادہ آپ بہی وہان رونق
افروز ہوا اور ایک شہانہ کرسی پی بیٹہا وزیر نے اوسکو دیکہ کر سجدہ کیا دعائین دین پہر التماس کیا اسکے اس سے
ایک بادشاہی پناہ حضور مین حاضر ہوا تہا اور اوسنی انکا پیام محبت انجام حضور محل مین پہنچایا
اوصاف پسندیدہ بہی بہت بیان کئی بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کردیا کہ قبلۂ عالم کو حضرت
کی ملاقات کا اشتیاق کیا اس سے کیا بہتر ہے کہ دو شخص فیض عطا کر اور روزہ بادشاہ

باہم ملین تاج الملوک نے کہا جو پیام کہ میری طرف سے لازم تھا حضرت جہان پناہ کی طرف سے آیا بسر و چشم
مجھے قبول ہے میری بھی آرزو یہی تھی پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ تعالی بعد ایک ہفتہ کے لذیذ
اور خوشگوار جواہر نگار باسنوں میں نکالا کر جا بجا سونے کے خوانوں میں لگا کر نعمتہا سے فنی میں لایا
اور دستر خوان زربفت کا بچھوا کر کھانا چن دیا شہزادہ نے وزیر کے ساتھ نوش جان فرمایا
اسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہ سب کو بھی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی بھی انہیں لوگوں کو بھیجو جب
کہ اس سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہو کر شرقستان کو روانہ ہوا شتاب حضور والا میں پہنچا تمام
ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہیں اوسی دنوں میں تاج الملوک نے ایک رات حالہ کے سر کا بال آگ پر رکھا
وہ اوسی دم ہزاروں دیوؤں سمیت وہاں آ پہنچی تاج الملوک و محمود نے اوٹھکر سلام کیا اوس نے دونوں کی
بلائیں لیں چھاتی سے لگایا ماتھا چوما خیر و عافیت پوچھی تاج الملوک نے کہا آپکی سلامتی میں سب طرح کا
چین و آرام میسر ہے کچھ غم نہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں لیکن کل ضیافت بادشاہ شرقستان کو منظور ہوئی
ہے وہ یہاں تشریف لائینگے میری خواہش یہی ہے کہ اس سرزمین سے اونکے شہر تک فرش بانات اور
مخمل سرخ اور سبز کا بچھوا دو اور کوس کوس بھر پر خیمے قاقم اور سنجاب کے کھڑے ہوں اونکی کلابتونی ڈوریاں ہوویں
اور اطلس کے چوبیں لگا کر جنمیں طلائی نقرئی ہوں استادہ کرو مگر اس افراط سے ہوں کہ بادشاہ
کے ہر ایک چھوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ خلل بالطبع رہے حالہ نے دیوؤں کو حکم کیا اونہوں نے
تمام رات میں ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کے وقت شرقستان کے بادشاہ نے
بموجب اقرار اپنے وزیروں امیروں کو حکم کیا کہ بھاری بھاری زرق برق کی پوشاکیں پہنکے ہزار سواروں کا
جلو باس گوناگون اور ہتھیار و قلموں سے آراستہ ہو کر دائیں طرف رہیں اور ایسا ہی سجا سجایا بائیں طرف
اور ایک غول سواروں کا مسلح آگے بھی بنا ہوا آگے اور ہاتھیوں کا حلقہ ہر رو پہلے ہو اور عماریوں کے
پیچھے شرقستان والیکا چمکتا ہوا ہاتھ میں لیکر حیثیت ہوا اٹھاٹ ہوا ایکا درست ہوا القصہ

اس ہیبت سی سواریکی سامان تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاو عماریمین سوار ہوئی اور بجاؤلی بھی

لباس نہایت پُر تکلف اور جواہر بیش بہا کمر از و محکم باندھکر خواصی مین آ بیٹھی چارون شہزادی خلعت

شاہانہ زیب بدن کرکی زرق برق سی اپنی اپنی ہاتھیون پر سوار ہوئی پھر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ

ہوئی کہ یہ وہی مکان ہے زین الملوک شہر سی کوس پھر آگیا ہوگیا ہوگا کہ ناگاہ زمین کی چمک کی چکاچوند شہر آ

نظر آئی تو لا غالب ہے کہ وہ نہی حویلی ہو جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھ جھپکی جاتی ہے وزیرنی عرض کی کہ این گلگشت

شگفت حضرت رکی ساتھین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اوسکی صنعت کی کنہ

اسکی جگہ نہین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اوسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد کو دریافت

نہین ہوسکتی اونکی عقل مادی حیرتمین بھٹکتی ہی بانکہ زمین بہت دور ہی اور عجائب سفر کا فی تماشا دکھایا آ

اسی بھی ملاحظہ فرمائی بادشاہ وزیر نہین بانو نہین تھی کہ اوسکے بلانیون سی ایک شخص نے آ کر عرض کی

ہمارے آقا کا حکم یوں ہے کہ عالم پناہ کی سواری جسجگہ سی آگے بڑھی ونکا اسباب وغیرہ بسبب لوٹ لین

اور خود بدولت ہر ایک منزل میں جس جگہ کو پسند کرین اوسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جسجگہ تشریف

لائی اسباب ضیافت کا جو روئی زمین کی بادشاہونکو میسر نہتا وہ مہیا پایا غرض جسقدر... کہ تشریف

تھی اسقدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تھی اور عجائب سی طبیعت بیشتر حظ اوٹھاتی تھی تاج الملوک آپ بھی آستانہ

منزل استقبال کیلئے آیا اور سب لوازم آداب بجا لایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال خوشی اور خرمی سے

اپنی قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو زمردکی مکانمین اعزاز و اکرام سی بٹھایا اور مکانونکو آراستہ کیا تھا

مثل بہشت فرش بچھی کہ لاکھ جو صنعتین خدا کی چھپتے لگی بادشاہ راہ کی عجائبات سی متعجب ہو رہی تھی عمارت

اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرماکر بیخود ہین آگئے بکاؤلی شہزادیکا جمال و کمال دیکھکر

دیوانی ہوگئی ہوش سی جاتی رہی سچ ہی شعر جسکا مرہ کان بر لگی تیر کہ شمہ چھوڑ دی یہ سارے دلونکو

لیے عاشق کر دلکو توڑ دیا ایک لحظہ کچھ چپ ہی ہر طرف آنکھونکو ملکر دیکھنی لگی جس مکان ... نظر پڑتی اوسکا نقشہ

اور جواہر اپنے مکان کو نکالا او دیکھا سنہرے سولے صحن مین لینے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہی کہ میری عمارت کو تلا معلق بنا دیا اور بنا
دیا ہی اور اس جنگل کو عالم طلسم بنا یا ہی آپ ہی جادو سکی ساتہ فندنگا رہین آپکی مکان جہان تہو وہین ہین کچہ
اندیشہ نہ کیجیے یہ بہی عمارت ہی اس شخص نے کام کیا کہ آپ تہل ہوجاتی ہی کہ اصل او نقل مین فرق کرنا ایک کام
نہین ہی آفرین اسکی حیرانی اور دانائی کو یہ سنکر بکاولی بہت خوش ہوئی کہ جو چین نی بکہرا اور مال اپنا پایا نہ ہا
افشای راز کی اور پردہ درمیان سے اوٹہا دی لیکن حیا مانع ہوئی ہر اور قہر اقدم صبر و توکل کا گاڑ رہی القصہ
دستر خوان بچہا اور طرح طرح کا کہانا سونے روپے کے باسنوں مین چن دیا او سکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکہی کہ
زبان قلم کی بند ہوجاتی ہے اور دو ستر خوان کا نوری کا غذ مین نہین سماتی حضرت الٰہی ست کی سلیقے او سکا رنگ کی
طریقے دیکہکر بہت محفوظ ہوئی خاصہ فرزندون و مصاحبون سمیت خوشی خوشی خوش ہو کر فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر
ہوئے صحبت آراستہ کی دیر تک سے اشعار سطر فریقی ہوئی بانسری صدا ناچ ہیکر کی کہانی او اور گانا نغمہ گوی سرور ہوئی
روح فزا کام مین جیسے مشغول ہو القصہ سکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگی اور باتون مین مشغول ہوئے
شہزادے نے پوچھا کہ آپکی فرزند کی مین حضرت کی چارون شہزادون کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ انکی سوا اب
اور نہین ایک او بہی تہا اوسکے دیدار بخش کی بدولت یہ بلا نا گہان مجھپر نازل ہوئی تہی فضل الٰہی سے مین
نجات پائی اور وہ لیکن جتنا مین خدا جانی کہان نکل گیا تاج الملوک نے یہ سنکر کہا کہ کس سبب سے اوسی اس گناہ عالی کو
چہوڑا اور اس دولت سی منہ موڑا کوئی اس مجلس میں اوسے پہچانتا ہی یا نہین یہ سنکر زین الملوک نے اوسکی پیدائش اور
نابینائی کا ماجرا اوس آخر تک ظاہر کیا پہر ایک امیر کیطرف جو اسکا اتالیق تہا اشارہ کی کہ اسکی صورت کی
شکل صورت جیسی وقت مین شاہزادہ اوسکی طرف مخاطب کی او دیکہو تو اس مجلس مین کوئی اوسکی شکل سی مشابہ ہی یا نہین اوس
شاہزادہ کا نقشہ او گفتگو کا سرو بطور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ انہون مین کسیکو
اوس شاہزادی کی صورت او شکل کی موافق نہین دیکہتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر
اوسکی اشاہ ملتی جلتی ہین اور بول چال کی وضع بہی بہت ملتی ہی سنتی ہی اسکلام کو تاج الملوک او سنکر تاب

کی قدمبوسی کریگا اور بعد ملنے کے مین وہی ناخلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کی باعث سرگرم
اداس و نگاہ سے محروم رہا شکر ہے کہ دیدار مبارک جسطرح جی چاہتا تھا اسیطرح دیکھا اور قدمبوسی کی
حسن وضع سے آراستہ تھی سب آئی زین الملوک نے یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادے کو چھاتی سے لگایا
اور آنکھیں چومین سجدہ شکر الٰہی بجا لایا پھر بیٹے سے کہنے لگا کہ حشمت اقبال نے اپنی دستگاہ سے تمکو بخشا ہے
ہمکو پہلے ہی اسکا حال تمہارے روز تولد کے زائچہ سے معلوم ہوا تھا الحمد للہ کہ چہرہ مقصود کو آئینہ ظہور
مین حسب دلخواہ دیکھا پر تمہاری آنکھون مین روشنی دوچند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تھے اور سرو آزاد ہو کسی شمشاد سے
پیوند کیا ہے شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو باریاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے
فرمایا اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جا کر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونون پیکر اسکے
قریب آکر سجدہ کین تب زین الملوک نے کہا کہ بکاولی کیون نہین آتین جان کو بہار فرحت آثار سے مین نرگس
چشم کو منور کرون اور سینے کو سرور سے بہرہ ور تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپکی یہ لونڈیان حیلے سے
نہین آتین ہین کہ چارون شاہزادے انکے بندہ آزاد ہین چنانچہ انکی مہر سے انکے چوتڑون پر داغ موجود
ہین اگر چاہیے تو حضرت بھی ملاحظہ فرمائین اس بات کے سننے سے چارون کے منہ کا رنگ اڑ گیا شرمندہ ہو کر
وہان سے اوٹھ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پھر زین الملوک نے تمام سرگذشت ایام جدائی کی
اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادے نے بھی شاہانہ سفر و محنت پانا بکاولی کی اور احوال بیاہ ہونیکے
و زہر کھانا بکاولی کا دلبر کے ہاتھ سے اور مروت جزا کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض سے
اور بکاولی کے دیکھنے کی کیفیت خواب کی حالتین اور گل مذکور چھین لینا بھائیونکا اور بنانا باغ اور حویلی کا
بیاہنا تمہین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ تمنے تو میری آنکھین بکاولی کے
سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کا کھولدیا کہ تمنے تو میری بھی لازم ہے کہ
کہ اوس ام انتظار کی ماری تمہاری مانکو یہ مژدہ جان بخش سناؤ اور اوس مبتلائے رنج فراق اور تشنہ دیدار کو تمہارے آنے کی

خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اوٹھہ کہڑا ہوا اور قلعہ مبارک مین تشریف لا کر تاج الملوک کو بلا کر
اور ایام گذشتہ کی بدسلوکی کا بہت سا عذر کیا آگی سی زیادہ سرفراز کیا اور بیٹی کو اسکا مژدہ دیا اے
عزیز تیری عزت بادشاہ کی دربار مین تیری خدمت کی موافق ہوگی چاہیے کہ شاہزادیکی مانند کار نمایان
کرے تو تیری محبت شاہ کی دلمین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا بہیج بلکہ بالکل آپ ہی تیرے
پاس چلا آوے اور بے اختیار تیرے سامنے چھاتی سی لگاوے اگرچہ پہلی دیدار کی لائق ہو لیکن آخر کار اوس
مقام مین آپکو پہنچاوے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکے اگرچہ پہلی دیدار کی اور پہر ایسا کام کیجیو
کہ شاہزادونکی مانند داغ لعنت اوٹھاوے اور کسو ناکس کی روبرو رسوا ہو فقط

بارھوین داستان بکاولی کی رخصت ہونیمین زین الملوک سی اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا بکاولی اوس سے رخصت ہوکر اپنی باغ مین آئی
اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کیلئے لکھا پہر اوسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن بر کو کہ خفیہ اوسکے
ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جا جسوقت شاہزادیکو کاروبار دنیا سی فارغ اور تنہا پاوے ان
دونو کو اوسکی ہاتھہ مین دیجیو وہ اوڑ ناگن بنکر اوسوقت اوڑی اور ایکدم مین تاج الملوک کے محلمین آ پہنچی
اور اوسطرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاولی کے دہیان مین اکیلے مکان مین آ بیٹھا
اوسکی روبرو جا کر آداب بجا لائی اور وہ امانت حوالہ کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی اور خط کہولکر
پڑھا مضمون یہ تھا

نامہ گل بکاولی

سخن ابتدا کر بنام خدا   کہ ہے وہ سزاوار حمد و ثنا   ستارونسی روشن کیا آسمان   کئے جن و انسان مین عیان

پڑی پھر سب کی سب زمین پر گر پڑی ایک ساعت کے بعد اور کلی اون شاخون مین پیدا ہوئی شاہزادہ یہ تماشا خدا کی
قدرت کا دیکھکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہان سے آگے بڑھا ایک باغ انار کا ملا اوسمین ہر ایک انار گھڑے
کے برابر تہا تاج الملوک نے ایک انار کو جو توڑا اوسمین چھوٹے چھوٹے چرند پرند خوش رنگ نکل آئے پہر سب کی
سب چیونٹیون کیطرح اڑ گئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکھکر اور بھی دنگ ہوا علی ہذا القیاس ایسے ہی
ایسے عجائبات و غرائب دیکھتا چند ہفتے تک دیکھتا گیا غرض وہ سرزمین بیجا پہنچا ایک نیا ہی تماشا نظر آیا
کسیطرح وہان سے راہی ہوا تنہا تہا ایک میدان نہایت تنگ جسکے ہر طرف سے لکڑیان جمع کین ٹیلا باندہا پہر خدا کا
نام لیکر دریا مین ڈالدیا اور دوسرے جانب جا پہنچا کئی روز کے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا یہ دو تک آگے چلا ایک بیابان
سونسان مین جا کر اور ہوا شام کیوقت مشعل کے ڈرسے درخت پر جا بیٹھا جب رات ہوگئی ایک سناٹے کی آواز کسی
کیطرف سے کان مین پہنچی ہر چند شاہزادے نے داہنے بائین دیکھا لیکن نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا نظر
آیا اور اوسی درخت کے نیچے کہ جسپر شاہزادہ بیٹھا تہا آیا اوسکی صورت دیکھنے سے اوسکے حواس اوڑ گئے درخت کی ڈالی
لپٹکر دم بخود ہوگیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منہ سے نکالا اور اوسنے ایک من آفتاب سا
چمکتا ہوا نکل کر درخت کے نیچے رکھدیا اوسکی روشنی سے چار سو کوس کے عرصے تک جتنے جنگل پہاڑ تھے روشن
ہوگئے اور وحوش وطیور اوسکے آگے ناچنے لگے آخر بیہوش ہوکر گر پڑے وہ اون کو دم کی کشش سے
کھینچ کھینچ کر نگلنے لگا یہانتک کہ اوسکا پیٹ بھر گیا سانپ اوسکے منہ کو نکل گیا اور وہ سانپ کہ جسطرف سے
آیا تہا اوسیطرف کو چلا گیا شاہزادے کے جی مین یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر کیجیے کہ جو یہ من ہاتھ لگے عقل دوڑانے لگا
آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پہر دریا کی طرف گیا اور وہان سے ایک ٹبالو گیلی کیچڑ کا اوٹھا لایا اور شام کیوقت
درخت پر چڑھکر اوسیطرح بیٹھ رہا اژدہا بھی اپنے وقت معین پر آ پہنچا اور بدستور سانپ کو منہ سے نکالا اور وہ
اندھیرا ہوگیا ہاتھ سوجھتا نہ تھا اژدہا اور سانپ سر ٹپک ٹپک کر مر گئے شہزادہ نور کی ... درخت
اوترا اور وہ مہر نورانی

ہاتھہ مین دی کہ جاکر اُسکے بابون کا شکار لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت جانکر جنگل مین آیا اُس طلسم کا عجیب حال دیکھا
سے حیران تہا دلمین سوچا کہ دوبارہ حوض مین غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہو چکی ہے پھر دیکھی
امتحان کیجیے اور دیکھیے کہ ایسی شکل آتی ہے پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا آپکو پہلے صورت
انسان پہلے حوض کے کنارے پہ پایا لاٹھی اور ٹوپی فاصلت رکھے ہوئے دیکھا پہلا شکار کا وہ کام کیا
مین بجالایا اور دل مین ٹھہرایا کہ ایسی حوض مین غسل کیجیے بلکہ ہاتھ بھی نہ لگائیے پھر لاٹھی ہاتھ مین لے
اور ٹوپی سر پہ رکھکر روانہ ہوا اسے یاران رہبر حق تعالے نے بنی آدم کو سر پر راست کی ٹوپی پہنا کر
عظمت کا عصا ہاتھہ مین دیکر طلسمات دنیا مین کہ مزرع آخرت ہے عاقبت کی تکمیل کے لیے بہیجا ہے پس
انسان کو چاہیے کہ گل اور خار اور آب و شراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پہول کو نہ سونگھے ہر ایک
نہر سے گھونٹ نہ بہرے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور شراب بصورت آب اکثر اور دوسری آفت
اگر کوئی دنیا کے پیچھے کو چشمہ حیوان مین غوطہ ماریگا مقرر اوسکا کلاہ اور عصا کہو دیگا یہ حکم انسانیت
سے طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولی امرد ہین تیسرا ایک معانی خوب ناسزا کا حال ہے بصورت نازک
ہو جاویگا پس وہ صورت شیطانی کے سوا کچھ پاوے نہین چاہیے کہ دم توبہ ہوکر پھر دریای ذکر الہی مین
غوطہ مارے اپنے صورت اصلی پاویگا وہی عصا ہاتھہ مین اور وہی ٹوپی سر پہ دیکھیگا فقط

سولہوین داستان پہنچنے مین تاج الملوک کی دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین بکاولی کی چچازاد بہن روح افزا کے

راویان سخن اس حکایت کی یعنی صحیفہ بیان پیوند کرتا ہے کہ جب تاج الملوک یہ صدمے اوٹھا کے
پہنچے بیان سے اوس کا ہوا چہوڑ دیا شب و روز کی قوت سے سوا چلا جاتا تھا اگر ایسے پہاڑ پر گذرا کہ وہ قاف
بہی اوسکے آگے ایک تیلہ سا نظر آتا اوسپر ایک شہر کی حویلی دیکھی شاہزادہ نصیب جانکے اسلیے اوسمین گیا
لیکن تجلیات کا اثر وہان ندیکھا پہر ایک مکان کو ڈھونڈتے لگا ناگاہ ایک آواز رونا کی اوسکے کان مین آئی

خاتمہ کا مقام کلام فضیلت انسان میں دریائے ناپایان ہے اسقدر سا لکھا گیا ای جمیلہ خاتون وہ اصل اور ہم سا
وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم رہے ہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم
خادم سے قصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کر کے فضیلتوں کا بیان کیا
کہ اوسکا شعلۂ غضب بجھگیا کہنے لگی اچھا اوس بد اطوار بدکردار کا ذکر نہ کیجیو کہ اپنی بیٹی ہرگز اوسی مردون کی
اور ایسے نااہلون کو اپنی دامادی میں کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کو دکھلائی
اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شہزادے کی ہے دیکھو ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحۂ عالم پر آجتک نہیں کھینچا
اور اس پری زاد کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہیں بنایا اس باغ گلشن محبوبی کو اوس گل خوبی کے ساتھ لگا
اور اس مہرۂ فلک حسن کو اوس ماہ برج سعادت کی پہلو میں بٹھا القصہ وہ چار ناچار راضی ہوئے
کہنے لگی بہنا اوسکو کہاں ڈھونڈھون اور کس تدبیر سے لاؤں حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع رکھو شادی کی
تیاری کرو اوسکو فلانی تاریخ دولہا بنا کر برات سمیت لے آتی ہوں یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے میں
جزیرۂ فردوس میں آ پہنچے اور یہ ذکر حسن وعدہ شاہزادہ کے آگے کیا پھر وصل کا بندوبست

اونتیسویں داستان تاج الملوک و بکاولی کے بیاہ کی

باغبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی موصاحبت یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون نی جو گفتگو کہ حسن آرا
بین اور اوسمین ہوئی تہی فیروز شاہ سی جا کر اظہار کی اور تصویر شاہزادیکی دی اونی سمندر ویکا ولی
کے پاس بہیجدی کہ یہہ تصویر شمر قتا نکی شاہزادیکی ہی بالفعل اسکا نہین ایسا جوان جہان مین کہین بہین
توکہ آدم زاد کی سودے مین دیوانی ہو رہی ہی اور جان لطیف ابکا کی کثیف کی پیچہی کہو رہی ہی
تیری مرضی ہو تو اسکی ساتہہ بیاہ کردون تیری نسبت مین تو توقع اتنا نہین ایسا شخص کمتر ہوگا
بلکہ پیدا ہونا ہی بہی حرف ہی وہ خوشی خوشی تصویر لیی ہوئی شاہزادی پاس آئی اور بادشاہ کی
زبانی جو حقیقت سنی تہی کہکر سنادی اوس محو جلوہ نازنی اوسکو نگاہ غور سے دیکہا تو اپنی و
دلکی صورت کی مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بہی سر مو فرق نہ دیکہا جبین سمجہی کہ یہ کار پردازی اور
نیرنگسازی مین روح افزا کی ہی وہ تہی وہ چہتیلی اپنی قول کی پکی تہی مسکرا کر سمندر ویکا سی کہا
کہ دیکہ تجہی میری سر کی قسم یہ اوسی شخص کی تصویر ہی جسکی خزان غم سی میرا گل نارسیدہ کمہلایا
ہی اور غنچہ نودمیدہ مرجہایا ہی وہ ملاحظہ اسکی بی اختیار ما خوشی کی اوچہل پڑی اور بولی ہان شاہزادی
بیشک یہ تصویر شاہزادیکی ہی تو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب تہا سو خدا نے پورا کیا
یہہ کہکر بادشاہ کے حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کہ آپکے تابع ہین اون کی
سعادتمندی یہی ہی کہ والدین کی مرضی کیخلاف نکرین اور ہر حال مین انکی خوشی کو اپنی خوشی سمجہین
اگر دولہن کے پسند پڑی تو بیٹی اوسکو غلام سمجہو اور جو وہ آیا ہی بیاہ اسکی واسطی تجویز کرین تو
اوسکو ماہ کنعان سمجہی فیروز شاہ اسکی گفتگو سی نہایت شاد ہوا اور شادیکی تیاریکا حکم دیا تمام جزیرہ آرام
کی دوکانون کو نقش و نگارہ سی آرایش دی اندر باہر سے نئی فرش بچہ گئی ناچ رنگ ہونی لگا چار طرف
شادیکی رسوم ہونی لگی جا بجا قمقمی جہمجہائی ہر ایک غول کی غول یار و ظرف سی آئی مجلس نشاط آراستہ
ہوئی شراب پلائی گئی نوبتی بجنے لگی لوگ ضیافتین کہانی لگی فیروز شاہ ہر ایک کو بہت سی

اوسکی الٹ کہا ہی ہین اوس روز سو مجھی کہتی ہی کہ دیو مکار کی مدرسہ لتنا ہین ہمسرح لونڈی کا پڑھتی ہی
آج تو تیری اطوار سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس نے اتکو تو یار کی مکتب آغوش ہی مطالب کی کتابون کو بخوبی
مطالعہ کرکے بڑی علامہ ہوئی ہی دیر تک توفی مصدر ملابست کو مختلف صیغون کی ساتھ گردانا اور معاشرت
کے مزید فعلون کو الف وصل سے ربط و باشان نمال اور علامت مفعول کہا نیتی دریا کی اور تجرید سے
اپنے پاؤن باہر رکھی بلکہ خلوت مین قضیہ موجبہ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کے
ضروب نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل فصل کا بھی طریقہ لیلیا اور اپنے مثلث کے نقطے پر
خط عمود کو قایم کیا بکاولی یہ سنکر مسکرائی اور کہنے لگی ہو الٹا تمہارے منہ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجکو
صاف ان کنایہ آمیز باتون سی معلوم ہوتا ہی کہ تمہارا بھی یہی ارادہ ہی بہتر ہی بہتر مین راضی ہون سے اپنی
وصلی اوس مشتاق کی آگے رکھو پھر اوسکی قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کس طرح سے جوڑ توڑ لگاتا ہے
اور کیا کیا گل بوٹا بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسطرح ہنسیان بولیان رہین آخر روح افزا اپنے ماں
باپ سمیت رخصت ہوکر اپنی گہر گئی اور تاج الملوک نے فیروز شاہ کے محل مین جاکر اپنی بود و باش اختیار کی

تاج الملوک اور بکاولی کے رخصت ہونے مین فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایک روز تاج الملوک نے بکاولی سے مشورت کرکے فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سی رخصت مانگی
اونہون نے نہایت بہتر ہزار غلام قیمتی خلعت اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان
جہیز کے سوا کچھ نقد و جنس اور لوازمہ سفر کا دیا اگر اوسکی تفصیل لکہون تو یقین ہے کہ ایک کتاب اور
بن جائے اسلئے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان شوکت اور جاہ حشمت سی بکاولی کو لیکر اپنی
ملک مین پہنچا باپ اور محمودہ کی جان آئی گئی گشت ہوئی پھر نہانی اوسکا ان کے حق مین
ایسا ہوا جیسے بیمار کے واسطے مسیحا لیکن بکاولی کو جو اس حسن و جمال اور مال و منال سی دیکھا حیران ہو گئے

اٹھتے ہوتے ہوش جاتے رہے ہاتھون کے طوطے اوڑگئے پری نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا کر گلے سے
لگایا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسیکا اندیشہ نکرو مین تمہارے عیش کے متعلق خلل انداز نہونگی
بلکہ اپنی خوشی پر تمہارے نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کیطرح آپسمین سب کی سب
ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسیکو نہوئی شاہزادہ بھی ان غنچہ دہنون کے ساتھ شگفتگی سے اوقات
بسر کرنے لگا اور عیش و عشرت مین رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاولی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اوسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اوس مین
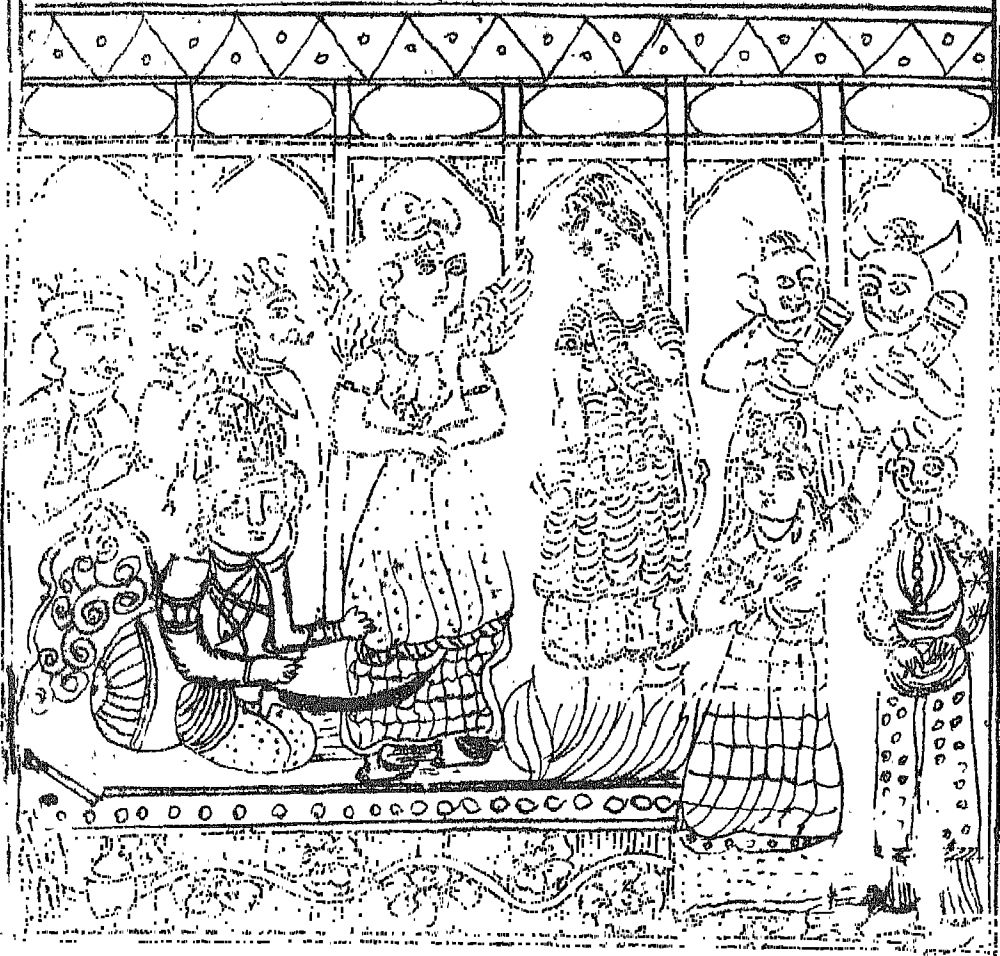
اہل ہند کی کتابوں میں یوں لکھتے ہیں کہ امرنگر نام ایک شہر تھا ہے وہاں کے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے
ہیں اور راجہ اندر وہاں کا راج کرتا ہے دیوتا اور پریوں کے ساتھ عیش و عشرت میں رہتا ہے اوسکا کام
یہی ہے اور غذا اوسکی ناچ اور راگ عالم نباتات بھی اوسکے تابع ہیں ساری پریاں اوسکی مجلس میں جاتی ہیں
اور ناچتی گاتی ہیں ایکبار کا ذکر ہے کہ راجہ نے فرمایا بکاولی فیروز شاہ کی بیٹی مدت سے ہمارے مجلس میں
نہیں آتی اسکا سبب کیا ہے اور یہاں کے آنیکا مانع کون ہے پریوں میں سے ایک نے عرض کی
کہ وہ ایک انسان کے دام عشق میں گرفتار ہوئی ہے بلبل بیقرار کے مانند فریاد کیا کرتی ہے اور
مدام اوسکے عشق میں سرشار رہا کرتی ہے اور اپنے بیگانہ سے اوسکو نفرت ہے فقط اوسی کی صحبت ہے
شراب وصل اوسکے ساتھ پیتی ہے اور اوسکے دم سے جیتی ہے راجہ یہ ماجرا سنکے غصے میں آیا
اور شعلہ غضب اوسکی بھڑکا اوسنے پریوں کی طرف اشارہ کیا کہ اوسکو اسیوقت حاضر کرو وہ تخت
رواں لیکے تاج الملوک کی باغ میں آئیں اور بکاولی کو کہا کہ راجہ کے اعتراض اور غصہ کا کچھ تھوڑا سا
حال بیان کیا وہ چاہتا تھا کہ اوسپر سوار ہو کے امرنگر گوئی اور وہاں کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے آکر
آداب بجالائی ہاتھ باندھ کے کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اوسے دیکھا اور بہت سا بھڑکا اور فرمایا
کہ اسکو آگ میں ڈالدو کہ انسان کے بدن کی بو باس اسمیں نہ رہے اور ہماری صحبت کی قابل ہو پریوں نے
فوراً اوسی فرشتہ باغ میں اوسکے جسم نازک کو ناخنوں ہاتھ سے باہر لاکر آتشکدہ میں ڈال دیا
وہ جلکے راکھ ہوگئی شعر جل گیا عاشق تو کیا غم ہے کہ اوسکی چشم تر ✿ دیکھتے ہی یار کو گلشن میں
ہے خلیل شد اوسکے بعد پانی سے کچھ منتر پڑھا اوسپر چھڑکا فی الفور جی اوٹھی اور سیمت اصلی پر آکر
مجلس میں ناچنے لگی پہلے پہل تھوڑا سے اہل مجلس کے دلکو تلوار بیحال کیا اور ایک ہی اندرفت میں تماشائیوں
کو بیحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا ادا کیا ساری مجلس کو محو کردیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے
منہ سے نکلنے لگی اور آفرین اور تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاولی آداب بجا کر راجہ سے رخصت ہو

سخت سے پھینککر اپنی پانچین آئی گلاب کی حوض مین نہا دہو کر شاہزادہ کی بغل مین سو رہی صبحکو اپنی معمول پر

اوٹھی سنگار کیا لوگ بھی اندر باہر کے اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ عبرت ماہ

امرنگر مین جاتی پہلے تو اوسے آگ مین جلاتے پھر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب تھوڑی بہت رات

باقی رہتی رخصت ہو کر اپنی گھر آتی اور گلاب کی حوض مین نہا دہو کر اوس دریائے خوبی سے باہم آغوش

ہوتی اور اپنے جیکو ہنسا کرتی اشعار

نہ کہلتی تھی شکایت کو کبھی لب ۔ جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب
سمجھ او وصل لیکن دلبر کا ۔ قبول اوسنی کیا جلنا سدا کا

وہ ہر آتشکدہ کو آب جانے ۔ جو جل مرنیکو اپنی زیست مانے
فراق اوسکا نہ تھا ہرگز گوارا ۔ وہ عاشق جو نہ کرتی تھی کنارا

ادہی ہی جو جیتے جلنے کی لذت ۔ جسی شمع ہو دلونکی محبت
سما جاتا نہین پروانہ ہو کر ۔ گوارا ہوتی جو سب تا سحر آلت

کہ شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نہتی ایک رات کا ذکر ہی کہ بکاولی تو اپنی معمول پر وہان گئی تھی یہان

شہزادے کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اوسے نہ دیکھا ہر طرف قصر و باغ مین جاکر ڈہونڈھا لیکن کہین پتہ اوسکا نہ پایا

تہ مارا نہایت تنگ ہو کر اپنی خوابگاہ مین آبیٹھا اور یہانتک اوس تک تب ہجر کی راہ دیکھی کہ آنکھین

آنکھین آغوش اپنی جاتی مین سو گیا بکاولی بھی اپنی وقت پر آکر اوسکی پاس سو رہی صبحکو تاج الملوک نے بدستور جو اوسکو

ساتھ سوتے دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اوس راز کو مطلق نہ کہولا مگر اوسکی تحقیقات کے

واسطے دوسری رات اپنی ایک انگلی چیر کر نمک چھڑک دیا کہ مبادا آنکھ لگ جاوے اور وہ بھید چھپے کا

چھپا رہے غرض آدہی رات گئی تخت پر آکر موجود ہوا بکاولی وضو نماز کرنے لگی اور شاہزادہ بھی

چھپی چھپی جاکر اوس تخت کا پایا پکڑ بیٹھ رہا تب وہ پری آکر سوار ہوئی اور پریان اوسکو لیکر اوڑین تاج الملوک

اوسی پایہ مین لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اوسی نظر آنے سے رہ گئی جب تخت راجہ اندر کے

پہ جاکر اوتار دیا بکاولی اوٹھکر ایکطرف کہڑی ہو رہی اور یہ بھی آنکھ بچاکر خلق کی فرصت کا تماشا دیکھنے

غرض جسطرح انکو بیٹھی تھی اوسپر یون کا جھرمٹ نظر آتا تہا اور ہر طرف وا فرقہ قسم قسم کی ساز و ان کی وہ

راگون کی جو تمام عمر سنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہ کہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور
وہ سنا جو کبھی نہ سنا تھا دنگ ہو کر رہ گیا اتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاولی کو آتشکدے مین
ڈالدیا وہ جلکر راکھ ہوگئی وہ اس عاشق کو دیکھکر سب بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھون سے
سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہے اسوقت طاقت نہیں رکھتا ہون کہ پروانے کی مانند اس شمع کے
ساتھ جلتا اور اپنے بدنکو راکھ کرکے اوس سے ملتا کیا کرون کچھ بس نہین نہ قدرت فریاد کی ہے نہ جگہ
نالہ کی یہ تو اوسی ادھیڑ بن مین رہا کہ اونہین مین سے ایک پری نے پانی چھڑکا اوسکی راکھ پر چھینٹے کا
پڑنا تھا اٹھ کر زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس مین آئی شہزادہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا ازبسکہ اژدحام تھا
کوئی کسیکو پہچانتا نہ تھا کسی نے نجانا کہ یہ کون ہے اور کیون کھڑا ہے اتفاقا بکاولی کا پکھاوجی
بہت ضعیف تھا ناتوانی کے سبب اچھی طرح بجا نہ سکتا تھا وہ رک رک کر ناچتی تھی اور بار بار
تیوری چڑھاتی تھی شہزادہ یہ حال دیکھکر بے چین ہوا آخر رہ نسکا سازندے کے کان مین جھککر کہا اگر تیری مرضی ہو
تو ایک دو گتین مین بجاؤن کہ اس کام مین چالاک دست ہون اوسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج کو حوالہ
کیا یہ تو اس کام مین یگانہ تھا اور اوسکی دام محبت مین گرفتار اوسکی خواہش کیموافق بجانے لگا پھر تو
کیفیت ناچ کی ایسی تھی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہان تک محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا
نولکھا ہار اوتارکر بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتی ناچتی جو پیچھے ہٹی تو بجنسہ پکھاوجی کی حوالہ کیا اسکے بعد
مجلس راگ رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جسطرح گیا تھا اوسیطرح اپنے باغ مین آیا بکاولی گلاب کے
حوض کیطرف گئی یہ خوابگاہ مین جاکر سو رہا لیکن صبح کے وقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ خیر تو ہے
مسکرانے کا کیا سبب ہے کہا کہ رات کو عجیب خواب دیکھا ہے اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی
آتی ہے وہ کہنے لگی خدا خوب کرے تا مین بھی سنون کیا دیکھا ہے تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہے کہ
آدھی رات کو تو کہین جاتی ہے اور مجھے خبر نہین کرتی بکاولی یہ سنکر ڈری کہ میرا یہ بھید اسپر کھلا اور

اور اچنبھا یہ بھی ہے میرے ساتھ وہاں گیا ہو بید ہوئی کہ سب شب پہر کہنی لگی اور یہی کچھ دیکھا یا نہیں شہزادہ
بولا گویا آجکی رات میں بھی تیری ہمراہ گیا ہوں اسطرح کہ وہاں ایک تخت لائیں اور اوسپر سوار ہوئی
اور میں پایہ ہی ٹیکا رہا چلا گیا بس آگے نہیں کہتا کہ خواب کی بات ہو سر پا ہوتی ہے اعتبار نہیں کچھی
خواب و خیال ہے سنا یہ کون بکاؤلی بولی کہ تجھے پہر کے قسم جو دیکھا ہے سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا کہتا
پہر خاموش ہو رہا اور وہ قسمیں دے دے کر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اوسنی آخر تک ہو بہو کہکر
سنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا ابکی کے نیچے سے نکالکر دکھلایا تب پری نی اپنا سر پیٹ لیا اور بیہوش
ہو گئی ایک دم کے بعد بولی شاہزادے یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ ہوا دیکھ میں نے تیری خاطر
ماں باپ کے ہاتھ سے کیا کیا رنج اوٹھائے اور ہر کس و ناکس کے طعنے کھائے یہانتک کہ سر رات آگ میں
جلنا قبول کیا لیکن تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکھوں سے بھی یہ تماشا دیکھا تجھے
کہنے کی حاجت نہیں کاش کے تو اوس مجلس میں نجاتا اور اپنے گھر میں میری جدائی کا صدمہ اوٹھاتا
تو بہت بہتر تہا کیونکہ اسکا انجام اچھا نہیں اب حیران ہوں اگر تجھے نہ لے جاؤں تو بھی نہیں ہو سکتا اور لیجاؤں
تو کہاں تک چہپائے رکھوں خیر جو کچھ تقدیر میں ہے سو ہو گا مگر آج اپنا طالع آزماتی ہوں تجھے بھی لیجاتی
ہوں اپنی گت دکھاتی ہوں آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام
مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنی ساتھ لائی ہوں اگر حکم ہو تو یہاں آکر بجائے راجہ نے
فرمایا بہت اچھا ہماری عین خوشی ہے الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ سارا
محفل غش کر گئی راجہ بھی مست ہو کر جھومنی لگا اور اوسی عالم میں فرمایا تا گت اسطرح نا نگا چاہتی ہے مجھ دم بجا
یہ سنکر بکاؤلی نے آداب بجالا کر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی کمی نہیں اور کچھ ہوس
دل میں باقی نہیں مگر اس پکھاوجی کو بخشئے کہ یہی آرزو ہے اسکو چاہتا ہے اور یہ مجھے چاہتی ہے بہت اچھا
ذرا تو اسکا مزا چکھا اور لذت اوٹھا تو چاہتا ہے کہ بکاؤلی سے پری کو بی محنت و مشقت پاوے

لیجاؤن اور اپنی لعل گرم کردن یہ نہوگا پھر بکاولی کیطرف منہ پھیر کر کہا اے شہزادہ کیا کرون بخت مجھسے ہارا
ہون جاؤ سے تجھے بخشتا لیکن بارہ برس تک تیرا پیچھے کا دشمن رہیگا یہ حرف جو اوسکے
منہ سے نکلا وہ سیمین اوسی ہیئت کی ہوکر غائب ہوگئی

اشعار

بےثبات ازل سے ہے یہ عالم کبھی سر پہ ہے تاج شاہی	شادی کبھی غمی ہے توام کبھی خاک پہ بستر سیاہی دم بھر جو نشاط و عیش ہووے	دم بھر کی بہار مہمان ہے گل سا کبھی اوس ایسے نکھرے خمیازہ پھر اوسکا کھینچ ہووے	آخر وہی بالعموم ملال ہے کہ دلپہ ہزار داغ دیکھے

بائیسوین داستان تاج الملوک کی سنگلدیپ مین پہنچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چترا وت راجہ کی بیٹی کا اوسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بددعا سے پتھر کی ہوکر وہان سے غائب ہوگئی اور شہزادہ سیماب کی
مانند بیتاب ہوکر لوٹنے لگا تب اوسکو پریون نے اوٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین دن تک
بیہوش رہا چوتھے دن جو آنکھ کھلی تو بیجائے دلدار پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جا کر شور و فریاد
کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے لگا اکدن اسیطرح ایک سنگ مرمر کے تالاب تک
جا پہنچا چارون طرف سیڑھیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی بہت سے
اوسکے گرد لگے تھے شہزادے نے ایکساعت وہان دم لیا پھر نہا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے
بیٹھا اور اپنی محبوبہ کی تصور مین سو گیا ناگاہ کئی پریان کہ اوسکے حال سے واقف تھین وہ بھی وہان
پہنچین اور اوسی تالاب مین نہا کر بال سکہانے لگین اونمین سے ایک کی نظر جو شاہزادے پر
جا پڑی ساتھیون سے کہنے لگی بکاولی کا پیارا یہی ہے تاج الملوک کے کانمین جو یہ آواز پڑی
آنکھین کہولدین اور پریون سے با چشم خونبار پوچھا تمہین کچھ معلوم ہے کہ بکاولی کہان ہے اونکا دل
اوسکا حال زار دیکھکر بھر آیا بولین کہ انگوٹھی کے نگینہ کی پتھر ہوگئی سنگلدیپ مین ایک بتخانہ مین ہے

لگ چکا وہ ہزار دقت تک پہونچ گیا ہی تمام دن اوس شہر کا دروازہ بند رہتا ہی اور بہت کی بعد صبح
تک کھلتا شہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف ہی اور کتنی دور ہے انہون نے جواب دیا راہ کی
مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بھی وہان نہ پہنچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس ہوا اور
اپنی زندگی سے ہاتھ دہوکر ٹکرین مارنے لگا اور پتھرون سے سر پھوڑنے لگا پریون نے اوس کے
حال پر رحم کہا کر آپس مین صلاح کی کہ اس آفت رسیدہ کو پہنچا دینا چاہیے آگے اوسکی قسمت مین جو
ہونا ہی سو ہو رہیگا فوراً اوسے لیکر اڑین اور بات کی بات مین وہان پہنچا دیا ایک لمحہ کی بعد
اوس نے پس کو ذرا حواس ٹھکانے ہوئے تو دیکھا ہے کہ ایک شہر رشک بہشت برین زمین پر آباد ہی اور
عجائب اوسکا سواد ہے زندگی در وہان کوئی بے صورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بہی وہان کے
ایسے قد و دلنشین رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا بازار کیطرف جا نکلا
راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اوس سے پوچھا کہ دیوتا تم کون سے ٹھاکردوارے کی پجاری ہو برہمن نے
کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہے اوسکے ٹھاکردوارے کا مین پجاری ہون پہر تاج الملوک نے
پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکردوارے اور مندر ہین جو معروف و مشہور ہون برہمن نے بتادی پہر کہا کہ
تھوڑے دنون سے دکہن کیطرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی دن بہر اوسکا دروازہ
نہین کہلتا کوئی نہین جانتا کہ اوسمین کیا ہے شہزادہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور اوسیطرف چلا کہ
دریا کے کنارے سے مندر کے دروازے پر بیٹھ رہا پہر رات جب گذری اوس استہان کے کواڑ یکایک
کہل گئے تاج الملوک نے دیکھا کہ بکاولی آدمی کی صورت اصلی لیکر پتھر کی دیوار کا تکیہ لگائے
پاؤن پسارے بیٹھی ہے اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا تو یہان کیونکر آیا اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا پہر
ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پہر صبح ہونے لگی بکاولی نے شہزادے سے
کہا اب تو یہان سے جا

اگر آفتاب نکل آئیگا تو مجہہ تو بہی ہوجائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اوسکو دیا کہ بالفعل
اسے بیچکر اسباب درست کر اور چند سے اوقات تاج الملوک لیکر اوسے شہر مین آیا اور اوسے
ہزار روپے کو بیچ کر ایک حویلی تختہ مول لی اسباب ضروری بہی بنالیا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے
جب رات ہوتی بکاولی کے پاس جاتا اور صبح اپنے مکان مین آتا اسیطرح ایک مدت گذر گئی بعضے
اشخاص وہان کے شہزادے سے آشنا ہوگئے تھے اوسکو شہر کی سیر دکھانے لگے ایکروز تاج
الملوک انکے ساتھ سیر کو نکلا تہا ایک گروہ سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے
پوچھا کہ یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہی اونمین سے
ایک بولا انمین بعضے شہزادے ہین اور کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور
اشتیاق کے اور نشانے ناوک فراق کے ہین انکا قصہ یون ہے کہ راجہ چترسین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان
خوبی کا ستارہ ہی اوسکے مانند کوئی عورت جہان کی سرزمین مین نہین ہے

اشعار

مانند طالع ہے قد موزون سی
اوسکی ہے جسم جسکے شگون

ہی سلگتی ہے جسم میگو نسیم
ہی سینہ سخت اوسکا مضمون
تنگ ہا منہ غنچہ کہ ہاتھ سے دی

ایکی ہون گشتی اوسکی ابرو کی
امرت او نہ سنہ ہین آنکی
اوسکی گو چپکی ہمت راہ دہ لی

لاکہہ بندی ہین تار گیسو کے
دم مین بابین بہی اور چلاتین بہی

مختصر ایک تو وہ آپ ہی پیکی قاتل غیر و مسلمان ہے دوسرے اوسکے ہاتھ اور بہی دو کافر تین
ناخلف یار ہین ایک تنبولی کی لڑکی سہیلا نام اور دوسری مالی کی چیلا اسم یاسمی ہے غرض تینون آپسمین
اخلاص لی رکہتی ہین اوٹھنا جاگنا سونا کہانا پینا دن رات ایک ایک جگہ ہے اور اپنے اپنے
امر کی بہی ہر ایک آپ مختار ہے جسے پسند کرے اوسی سے ہو بیسکو اس بات مین خلل نہین لیکن ابتک
کوئی اوسکا منظور نظر نہین ہوا اور انہونمین نہین شہر اشہزادہ یہ سنکر چپکا ہو رہا اتفاقا ایک روز آوارہ
بیابان عشق ادہر جو حسرت سے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اوسکے گل رخسار کو بلبل وار تکلیے تہے اور

ور دیوانون کیطرح اپنے تئین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پری زاد بیٹھی چلمن سے دیکھ رہی تھی کہ شہزادہ اوس سے
دوچار ہوا عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چھٹ گئی تھا ہوش و حواس لٹ گئی بیخود ہو کر گر پڑی
تلملا اور چلانی دو ڈر کر اوٹھا یا منہ پر گلاب چہڑ کا عطر سونگھایا کچھ ٹھہری ہوش آیا لیکن سکتی کی سی حالت ہو رہی
اونھون نے حال پوچھا اوسنے کچھ نہ بتایا حیرت کو منہ پر اوسیطرح رہی دیا تب نا لائق کٹھر کی سینچ چیا تک آ
شہزادیکو دیکھا اور چپر ادت سی بیتابی کا سبب دریافت کیا پھر تسلی دیکر کہنے لگی کہ ای رانی تیرے
بیقراری نے تجھکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے دامن صبر چھڑایا اتنی کیون گھبراتی ہے اور کسواسطے
اپکو دیوانہ بناتی ہے تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہے جسکو تو پسند کرے گی
اوس سے تیری شادی کریگا خاطر جمع رکھ اس وقت اب ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت غیر ہوئی ہے
اگر فرشتہ ہے تو بھی دام سے جانہیں سکتا اور کوئی اوسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین
پھنساتی ہون کہ ہل نسکے اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک کٹنی اوسکے حال کی تحقیقات کو
بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑیکا شکار بند پکڑ کر کہنے لگی
تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل ہو رہا ہے اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہے یہان کے پریرو
تیغ نگاہ سے تار نظر لیتے ہین اور اسے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین
تو کس جرأت اور دلیری سے ادھر اودھر پھرتا ہے اور بادشاہون کی محلون کیطرف دیدہ بازی کرتا ہی
مگر آتش کا پرکالہ ہے جو شمع رخون کے دل کو پگہلاتا ہے اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہے
کدہر سے آیا ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اپنے حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج
الملوک اوسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی ہی کی بھیجی ہوئی ہے بولا ای جہکو بہت باتین نہ بنا میرے داغ دل سے
روئی کو نہ اوٹھا اپنے کیسے جی جی سے نہ تھم پر مرہم لگا سن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر
ہے اور نام میرا افسر سلاطین ہے سے دریافت کر لے جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہے اوس سے جا کہدے کہ مجھی

جب کہ جوہر بکنے بازار مین گیا جوہری دیکھکر حیران ہو گئے اونہونے جا کر خبر دی کہ ایک شخص ایسا جواہر
بیچنے لایا ہے کہ ہمنے ساری عمر نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اوسکی قیمت دے نہین سکتا شیفتے نے
جو پہلے کبھی جوان اوسکی ساتھ کر دئے اور اوس بیچارہ غریب الوطن کو ناحق پکڑ بلایا دیکھا تو وہی شخص ہے فی الفور
اوسے چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا کہ پرندہ دام توڑ کر اوڑ گیا تھا آج قفس
مین آ گیا اوسی پھر پکڑا اب یقین ہے کہ جو آپ کہینگے قبول کریگا

بیسوین داستان شاہزادے تاج الملوک کی چتراوتی اور کھونا نہین پھر ملکی چمن کا ولی عہد

جب شاہزادہ کو راجہ چتر سین نے قید خانہ مین نہایت تنگ کیا کہ چتراوت سے شادی قبول کرے
لیکن وہ قید کی سختیان سہکر خاطر مین نہ لاتا تھا کاولی کے فراق مین فریاد چلاتا تھا اور دیوار سے
سر ٹکراتا تھا ایکدن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ گرفتار مانند مرغ
نیم بسمل تڑپتا ہے رات دن خاک پر لوٹتا ہے اگر اوسے جلد آزاد نہ کیجیے گا تو خون ناحق سر پر
پڑیگا قید مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا مہاراج نے اوسے کچھ جواب نہ دیا لیکن بیٹی کو کہلا
بھیجا کہ تو جاکر اپنی شمع جمال کا پرتو اوس پر ڈال شاید تجھ پر پروانہ وار پگھل جائے اور اوسکی متاع خرد
جل جائے چتراوت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی اور اپنے کو آراستہ کیا حسن مادرزاد کو زیب و زینت
سے دو بالا کر دیا پھر ملا اور چمپا بھی بن ٹھن کر زہرہ و مشتری کے مانند اوس ماہرو کے ساتھ
ہولین غرض تینون شاہزادے کے پاس پہنچین اشعار

گئی زندان مین وہ رشک زلیخا
کیا فی الفور اوسکے آگے سجدہ
پھر ایسی شان سے بیٹھی وہان سے
چمپا نے جسکے رخ کو جلایا

وہان حسن یوسف ثانی کو دیکھا
وہ کیا تھی یعنی زندان شل کو سر
کہ پیاری چاند کی جیسے بدلیا سے
نکلتا ہی عطر دو تن سے

بڑا ای زرد وہ لائی تھی جو جو
عقیق لب بھی سبکا گل ہی خوشتر
رخ گلرنگ کا وہ زرد کہنا
کہ شرمندہ کی شکل [illegible]

پہر اتنا ہوسکی او دیکھئے بادام | عوض عنبر کی زلف عنبر فام
نگہ کبھی انار سینہ صفی | رکھا سیب تن پہر اوسکی کہ
وطاقت ہنی کی شرم وحیا سے | کہ اوسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے

لیکن شہزادی کی نظر قبول وہین ہی کسی پر نہ پڑی اوسکو کوئی چیز اوسکی نگاہ پر نہ چڑھی فی الواقع اگر چتراوت کی
آتش باطن تاثیر دار ہوتی تو پہر اوسکی تحفہ ظاہری خراب جاتے ساری محنت رائگان ہوتے
سن العزیز رسول مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کے قدر کے لایق نہ دیکھا عجز سے کہا کہ عبادتیں ہم
ہین نے جیسی چاہیے نہین کی پہر کسکا منہ ہی کہ اپنی عبادت پر نازان ہو بہتر یہی ہے کہ آنکھو اوسکی محبت کی
گہرائین یہانتک پگہلائے کہ آئینہ کے تلے خاک ہوجائے تا شاہان کبیر پسند کی آنکھو مین سورج سے
زیادہ نظر آئے القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہو سکے کا ناطاقت ہوکر
شہزادی کے آگے گر پڑی پہنچی لگی یہانتک کہ شہزادے کے دلکو صدمہ پہنچا بے اختیار اوٹھکر اپنی ہاتھ
نہ دیکھی سنبھالنے فی الفور خوشخبری راجہ کو پہنچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بہر کر گہر مین آئی
چترسین نے فی الفور شہزادیکو بندیخانے سے نکالا حمام مین بہیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پہر ایک مکان
دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھکر اپنے خاندان کی رسم رسم کے موافق اس چترنا شگفتہ کو اس لعل گراں
بہا کی ساتھہ بیاہ دیا تاج الملوک چتراوت کو خلوتکدے مین آیا نہ بلا اور چیلا اپنے اپنے مہاراج کے آگے کھڑی ہوئین
اور اوہون نے بہی گریبان سینہ کہاین لیکن شہزادے نے کسی کی طرف آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا سر نیچے کئے
بیٹھا تا جب پہر رات گذری اوٹھکر لباس بدلا اور بکاولی کے مندر کی طرف چلا چند روز سے جو اوس
گرفتار دام بلا کو نہ دیکھا تہا تپ رہی تہی اور سرد آہ سے مارتی تہی اتنے مین شہزادہ بہی جا پہنچا
دیکھتے ہی شاد ہوگئی اور سنبہل بیٹہی لیکن ہاتھ پاؤن کی مہندی دیکھکر اوس رشک چمن کا ہنستا چہرہ
سے لال ہوا دل کو صدمہ کمال ہوا طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے
دنون کے بعد آئے خوب رنگ لاتے تہ معشوقونکا نام تونے ڈبویا وفا کو داغ لگایا تمہارے عاشقی کا دم اب

محل مین داخل ہوا فوراً اونہون نے جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ وہان نے مندر مین صبح تک
بیٹہا ہے اوس سے محل نے کئی سنگتراش چالاک دست و چابک وقت بہیجے کہ اوسکو کہود کر پہینک
دین اونہون نے بموجب حکم کے اوس مندر کو بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ کر دریا مین ڈال دیا تاج الملوک جو
عادت پر جو وہان گیا تو اوسکا نشان بہی نپایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی
پڑہنے لگا **اشعار** یجان اگر کہوج تیرا پاؤن نہین وہ مر کر وہان آکر پہنچا دیتین پکچہ ہو نہین سکتا ہے
کرون کیا ای کاش پہ بہشت جانے نہین اور سما جاؤ نہین آخر نا امید ہو کر دو اور تین بار مار کر رویا اور پہر آیا
خیمہ ہو رقو اسکو بیقراری کی لذت اور آہ و زاری کی کثرت رہی جب اوس صنم کو وصل سے بالکل
مایوس ہوا دیکہا بہی حاصل نہ دیکہا چترا وت کی جادو بہری باتون پر دہیان کیا غرض نسیم وار اوسکی
غنچہ امید کو شگفتگی اور پشیمان وصال سے اوسکی صدف آرزو کو پر گوہر کیا جو بیچ مین

داستان بکاولی کے پیدا ہونے کی ایک کسان کے گہر مین اور تاج الملوک اور چترا وت کے ملنے مین اور پہنچنے مین ملک [illegible]

کہتے ہین کہ اوس بتخانہ کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبہی کبہی اوس
سبزہ کو دیکہنے جاتا تہا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزہ سے تسکین دیتا تہا جب وہ پہولی اور
اوسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑہا کرتا رہا کیا [illegible]
کہو تو پہولو یہ آئی ہی مجہی عشق کی اس ناک بوشہ کلونہ مین ہی اسلئے پوچہتا ہون گلشن سے مری کچہ بہی خبر کہتے ہو
القصہ وہ کہیت پکا اور کسان نے کاٹا اوسکا تیل نکالا ازبسکہ کسانونکا چلن یہہ ہے کہ جو چیز کہیتان اوگتی
ہے اوسکو پہلے آپ کہاتے ہین اسلئے وہ اوسکی جورو کے کہانے مین آیا باوجودکہ وہ بانجہ تہی خدا کی
قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کی بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گہر جو بےچراغ اندہیرا تہا
اوس شمع کے پرتو سے روشن ہو گیا ہر طرف دہوم مچی کہ ایک بانجہ کے گہر [illegible]

تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اوسکے حسن کی تشبیہ و تقریر کسی سے نہین ہو سکتی
منہ کی چمک نے چودہوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیگی
رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پہونچی جانا کہ یہ تاثیر اوسی سرسون کی ہے کسان کو
اوسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جونہین نظر اوس لڑکی پر پڑی اوسکی شکل اپنی معشوقہ کی مطابق پائے نہایت
شاد ہوا سمجھا کہ یہان اوسی نے جنم لیا ہی بہت سے روپے اوس کسان کو دیکر رخصت کیا کہ اس لڑکی کو
بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف اوسکی شادی کے پیغام کسان کو آنے لگے
لیکن وہ اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے پرورش کیواسطے تاکید شدید کی تھی خدا جانے
آگے اوسنے کیا منظور ہے کہ میری جان پر آپنے سب کو منع جواب دیتا اور بہانہ یہ کرتا تھا کہ جس وقت
وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اوسکے ساتھ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اوسنے دسوین برس مین
پاؤن رکھا تاج الملوک نے اوس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کی ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اپنی لڑکی کی
شادی مجھ سے کر دے یہ سنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا کہ مجھ غریب عاجز کا یہ منہ کہان کہ بادشاہ کی
داماد کو اپنا داماد کرون اوسکا آخر یہی پھل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہیگی ہرا افسوس ایسی
مہاسندر کو راجہ کی بیٹی کی جیسی پاؤن اور اوسکے آگے سے کھواؤن یہ سنکر لڑکی نے کہا سنو بابا
میرا نام بکاولی ہے مین پری ہون تم ایسی اندیشے کسو طرح خاطر جمع رکھو کچھ وسواس نہین کہ کل
جنین کی جگہ آخر سیر ہیگی اور رشتے بیاہ کا مکان شاہونکا قصر ہے تم شاہزادے سے کہلا بھیجو کہ جلدی اور کچھ
توقف کرے کسان بیچارہ جب ہو رہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی
مارے خوشی کے دن آخر ہوئے سارا غم و الم بھول گیا اور اوسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب
بکاولی کے نحوست کی دن آخر ہوئے سیکڑون پریان چارون طرف سے وہان آئین اور سمندر ہی بھی
ہوتا کے بیتکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر مع تخت زرین کے حاضر ہوئی بادشاہزادی کی کے پیر

بیٹے نے کہا پہنا جب بن ٹھن چکی ماں باپ سے کہا کہ میں اتنے دنوں تمہارے گھر مہمان تھی اب رخصت
ہوتی ہوں باپ کا ہاتھ پکڑ کے اوسکے مکان کے پچھواڑے لیگئی اور اشرفیوں کا دیگچہ کسی نے گاڑا ہوا
تہا دیا کہ اسکو تم اپنا خرچ میں لاؤ پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹھی سب پریان تخت اوٹھا کر اوسکو اوٹھا کے
لے اوڑین اور جس جگہہ کہ تاج الملوک چتراوت اور دلشاد اور چمپا کو لیے بیٹھا تھا آکر اوتریں بکاولی نے
سب کو وہیں چھوڑا آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر بہنوں کی طرح پیار سے گلے لگ گئی وہ
اوسکی سج دھج دیکھکے بیحواس ہوئی کہنے لگی سے وہ بیٹھی پھر سب نے تمام اپنی سرگذشت شہزادہ سے
کہی اور اوسکی سنتے ہی چتراوت نے کہا کہ میری جان اگر شہزادیکی وفات منظور ہو تو لوہم بید اوٹھ کھڑی ہو
تمہارا گھر ہے کچھ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شاہزادے کے ساتھ سے پھر اس جسم
خالی کو کیونکر رکھ سکوں کی بدل جاؤں اوسی وقت بکاولی نے پریوں کو اشارے سے کہا کہ تم ظاہر ہو
نقل کرتے ہیں کہ چھپ پھر زمین سنگلدیپ کی پریوں سے خالی رہی شہر میں یہ ہو دم مچ گئی لوگ گھبرائے
یہانتک کہ راجہ مضطرب ہو کر بیٹی کے محل میں دوڑ آیا دیکھتے ہے اوسکو شہزادہ
استقبال کیواسطے اوٹھ کھڑا ہوا چند قدم بڑھا اور اپنی مسند پر بیٹھا یا پھر اپنا اور بکاولی کا
احوال مفصل کہکر سنایا پہلے تو بہت سا گڑھا پھر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر
بکاولی کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ میری اکلوتی بیٹی ہے تیری پرستاری کیواسطے دیتا ہوں توقع
کہ اسپر نظر مہربانی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاولی اور
چتراوت داہنے بائیں بیٹھیں اور دلشاد اور چمپا اوسکے سامنے پھر پریاں تخت کو لیکے اوڑیں باکی
باتیں تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر جا رکھا بکاولی اور چتراوت محل اندر گئیں زین الملوک نے وزیر کا بیٹا
بہرام نام ملک نگارین اور باغ اور قصر کا علاقہ اوسیکا تھا ندیکو ویسا ہی اوتنا آیا اور آپ جا کر اپنا نام ونشان
تبایا تاج الملوک نے اوسپر سب کچھ ہی نوازش فرمائی نذر اور تحائف دیا پھر وہ لطف سے داخل ہوئی دلبر

محمود وہ دیکھتی ہی شہزادے کو نہایت شاد ہوئین پہر بکاولی اور جمیلہ خاتون سے خوشی خوشی ملین

چھبیسوین داستان تاج الملوک کی نامہ لکھنے مین فیروز شاہ اور مظفر شاہ اور انکے آپہونچنے مین اونکی تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحۂ کاغذ پر یون کھینچتا ہون کہ تاج الملوک نے فیروز شاہ اور
مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہونچنے کا لکھ بھیجا اوسکو پڑھکر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا جیسا غنچہ
فیروز شاہ نے مع جمیلہ خاتون بڑی جاہ و حشمت سے سرستان کیطرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا
اور روح افزا کو ساتھ لیکر اوسی تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک بھی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑی کر و فر فوج اور
لشکر سے چلا غرض تھوڑے دنون مین ملک نگارین مین آپہونچے اور اوسکے گرد و نواح مین انسان اور
چرند پرند کی ایسی کثرت ہوئی کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی بارے تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے
سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کے دل سے رنج و الم دور ہوئے تین روز تک جشن ناچ راگ و رنگ
ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاہ و حرم رخصت ہوکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاولی نے روح افزا
کو نہ چھوڑا کہ چند روز اور بھی اسکی صحبت سے حظ زندگانی اوٹھائے اور ایام جدائی کی سختیاں سب دل سے
بھلا دے عقیق کا دالان اوسکی خوابگاہ کے واسطے مقرر کیا وہ پری پیکر اوس حور سرشت کی ساتھ
پہر رات گئی تک سرگرم گفتگو رہتی تھی پہر خوابگاہ مین جاکر سو رہتی تھی ایک رات کی نقل ہے کہ روح افزا کی
چوٹی سوتے مین کھڑکی کے باہر جا پڑی تھی اوسکے موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تھا بہرام بھی
اوسی وقت چاندنی کی سیر کرتا ہوا اودہر جا نکلا نگاہ اوس پر جا پڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا ناگ من منہ مین
لئے جھولتا جاتا ہے پھر بغور سے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہے جی مین سوچا کہ شاید
بکاولی یہان سوئی ہو اور اوسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اوسکا تمام رات پیچ و تاب کھاتا رہا آخر اوسکا
صبح سمن بو سے پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہے اوسنے کہا کہ وہ روح افزا کی خوابگاہ ہے

سنتے ہی اوسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اوسکی زنجیر زلف ڈہونڈہنے لگا چنانچہ دوسرے
دن آدہی رات کیوقت کمند مار کر اوس مکان مین جا کر اوترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکہتا کیا ہے
کہ وہ رشک زہرہ ایک سونیکے پلنگ پر ناز سے سوتی ہے یہ کیفیت اوسکی دیکھکر کیفیون کی مانند بیہوش ہو گیا
اوسنی تو کبہی اوس شراب کو چکہا نہتا اوسکا نشہ سنبہال نہ سکا بدمستون کیطرح اوس پری پیکر کے منہ سے
منہ رکھکر چمیان لینے لگا فورًا اوسکی آنکہہ کہل گئی دیکہا کہ بہرام ہے اگرچہ اوسکا عشق اوسکے شیشہ دل کو
چور کر چکا تہا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اوسکے طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت سا جہنجہلائی اور غصہ سے طمانچہ
مار کر ایسا دہکا دیا کہ کہڑکی سے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گہر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے پریزاد
سے رخصت مانگی اوسنے ہرچند سماجت اور منت کی کہ چند روز اور بہی رہو روح افزا نے نمانا اسواسطے
کہ اگر رات کی بات ظاہر ہو گئی تو بکاولی مجہی ہنسی مین لیگی اور چہیڑیگی آخرش نہ ٹہہری اور جزیرہ فردوس
کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دلکو چین سے نہ بیٹھتی تہی اور رات کو ایکدم آرام سے نہ سوتی تہی بلکہ
اکثر اوقات شمع فانوس کیطرح ہاتہ ملتی تہی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجہاتی تہی اور اپنی نرگس
مین گہڑی گہڑی آنسو بہر لاتی تہی سچ ہے کہ جو کوئی دیدہ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی
معشوق مین زیادہ دیکہی یہ وہ گروہ ہے کہ کسی کے گلے مین کمند عشق ڈالکر دور سے اپنے حضور مین
کہینچ لے اور کسیکو فلاخن ہجر سے دور پہینک دے

چہلیسوین داستان بہرام کی جزیرہ فردوس مین پہنچنے کی سمنبر کی مدد سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہانتک نحیف ہو گیا کہ تپ بلا کی سے آنکہین جلنے پڑ گئے لیکن
اسبات کی سمنبر کے سوا کسیکو اطلاع نہ تہی چنانچہ وہ مدام اوسکو نصیحت کرتی کہ اے بہرام اس خیال سے درگذر
اور دل سے یہ اندیشہ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچہ ثمر نہین دیتا خاک کی پتلی دیکہے

دوستی جس سے نہایت حیرانی اور اضطرابی جیکو رہی اور تاج ایک پری کی تصویر دیکھ اور درد سہہ تاج
الملوک کی بات پہنچا کہ نادر ہے یہ اتفاق ہوگیا کہ بکاولی کی طبیعت وسپر آگئی والا آدمی اور پری مین کہا
مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام جیکا ستا کرتا تھا کچھ جواب نبتا تھا
یہ بات سمجھتا تھا بیت نصیحت کرتے ہو ناحق ہم اتنی نہ نہین جانتی زنگی سے سیاہی جب سمنبر وفتی دیکھا
کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہے کہ اوسکا نکلنا بہت دشوار ہے کہا اے خود فراموش اس مہم
مین مجھسے تیری امداد اور تو کچھ نہین ہوسکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجھی پہنچا دون
پھر آگے تیری قسمت ہے وہ اسباب پہنچنے پر راضی ہوا تب سمنبر نے اوسکو زنانے کپڑے
اور گہنا جسقدر مناسب تھا پہنایا بہرام امرد تھا ہو بہو ایک رنڈی پری سی بنکر اور چلا پھر اوسکا
ہاتھ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لی اوڑی اور اپنی منہ بولی بہن کے گھر مین کہ اوسکا نام بنفشہ تھا اور وہی مشاطہ
روح افزا کی تھی جا کر اوتری وہ سمنبر کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ جوان لڑکی
تمہارے ساتھ کون ہے اوسنے کہا کہ میری وہی بہن ہے اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا
تھا اسواسطے مین تمہارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کراؤ تماشے دکھاؤ اوسنے کہا بہت اچھا اسکو
پھر سمنبر رخصت ہوکر بکاولی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر مین رہا وہ اوسے دنیا کی نعمتین کہلاتی تھی
اور مہربانی سے دلکو ایک پل نہین بہجاتی تھی اور سیر دکہاتی تھی شام کیوقت گھر آتی تھی پھر اپنی
مشاطگی کا اسباب لیکر روح افزا کے مکان مین جاکر حاضر ہوتی تھی اسیطرح چندروز گذرے ایکروز بنفشہ
کہین گئی تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اوسکی مشاطگی کی اسباب مین سے آئینہ نکالکر اوسکی پشت پر یہ لکھا

روشن تھا یہ کچھ جو تجھ کو آئینہ
غیرت کہتی ہے کہ ای جو تیجہ

تجھکا جو تیرے عکس کیا ری آئینہ
کیون دیکھتا پہچان کیا ہے آئینہ
آئینہ ایکدم نہ ٹھہیرتا سری حضور

مشاطہ اپنی لوسبی گی تو ادب
سرکھتے تجھسی کی اپنی طور سے
پالہنکی نسبت لوری کی آئینہ

اچھا تجھی جب تیکی زلفوی آئینہ
نظر تیکی لیکے تجھ دیکھوں آئینہ

غرض بنفشہ اپنے وقت پر مقابہ اور سنگاردانی لیکر روح افزا کی پاس جا کر حاضر ہوئی پہر کنگہی اور چوٹی کرکر
آئینہ جو اوسنکے ہاتہہ مین دیا شہزادی کی نظر جو اوسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکہا اور پڑہا اوسکو
پڑہکے معلوم کیا ہر چند سا قسم اوسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اسبات کو اسطرح دریافت کیجئے تا اوسکے
اپکا یقین ہوجاے اور دغدغہ دلمین نرہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی ای بنفشہ وہ چیز ہمیشہ ہے
وہ کیا ہے اور وہ شئے جو مدام غم کے ساتہہ ہے کون شئے ہے اوسنے ہر چند غور کیا لیکن جواب
معقول نہ سوجہا عقل کہ اسکا جواب لونڈی کل دیگی اسوقت خفا کیجئے کیونکہ کچہہ آئی نگر اس
پہیلی کی بوجہنے مین نہایت متفکر تہی اوسکی گہرائی صورت بہرام نے دیکہکر پوچہا کہ آج اتنی بیحواس
کیون ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اوسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجکو اسکے جواب مین کچہہ نہین سوجہتا
یعنی اوس حکیم مطلق کا نیرنگ مدام ہے اور شادی غم سے وابستہ مدام ہے بہرام نے یہ سنکر کہا اس
سوال کا یہ جواب ہرگز نہین بلکہ یہی حسن عاشق کے منہ پر معشوق کے ہاتہہ کی طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ خوش
ہے اور مدام ناخوشی سے انکا کام وہ ہے کہ جسکا مطلوب محبوب ہے اور وہ ہر ایک کے اپنا محبوب سمجہتا ہے
نقل مشہور ہے کہ مجنون سے پوچہا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفای راشدین کی حق کسکا تہا اوسنے
جواب دیا کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اوسکا جواب دیا تہا صبح کو روح افزا کی حضور مین جا کر عرض کیا
سنتے ہی اوسکو بہرام کے اسکا یقین ہوا اور بنفشہ سی پوچہنے لگی سچ کہہ یہ جواب کسنے دیا اوسنے ہر چند کہا کہ انکو
میرے خیال مین گذرا تہا لیکن پری نے ہرگز نمانا بنفشہ نے مجبور ہوکر کہا کہ سمندر پری اپنی منہ بولی بہن کو اس
سرزمین کی سیر کے واسطے میری گہر مین چہوڑ گئی ہے اوسنے یہ جواب مجہکو سکہایا ہے روح افزا
نے کہا اوسکو ہمارے پاس کبہی نہ لائی بہلا آج تو اپنے ساتہہ لے آئیو ایک نظر مین بہی دیکہون اوسنے
کہا بہت اچہا اوسکی اور میری دونون کی سعادت ہے چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اوڑہا کے
اپنے ہمراہ لیگئی روح افزا نے دیکہتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہے لیکن اغماض کیا اور کچہہ متوجہ ہوے

وہ سمجھا کہ اسنے ابتک مجھے نہین پہچانا شاید اپنی کی پشت نہین دیکھی اور میرا لکھا ملاحظہ نہین کیا قصہ کوتاہ جب
بنفشہ چوٹی گوندھ چکی شہزادی نی آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سی اوٹھا کر پشت کیطرف سی اوسی دکھایا
وہ غنچہ دہن بی اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سی کہنے لگی کہ ای تمہاری بہن نہایت کورے ہے کہ ابتک
آرسی کی پشت و رو نہین جانتی آجکی بات اسی پنہان چہوڑا جاوے ہم اسکے ساتھ نہین بولین چالین گی پر گئے اوس نے
عرضکی میری عین خوشی اور اوسکی ہمراسر سرافرازی ہے یہ کہکر وہ تو اپنے گہر آئی اور یہ دلارام کی خلوتخانہ مین
رہا لیکن شبا گہ بہرام زنانہ لباس مین بیٹھا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے آشنا علیحدہ ملتا اور اپنی مطلب کو نہ پوچھتا فی
الواقع جو عاشق کہ معشوق کا نزدیک رہتا ہے معشوق خود عاشق اوسکا ہو جاتا ہے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے بھی اس وضع کا کلام فرمایا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ خصایل خدا کی پیروی کرو تا قربت
اوس سے حاصل ہو جب امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلمات سے چہرہ روز کو چھپایا اور
چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچھایا روح افزا بیدین کی مجلس سے اوٹھکر خلوتسرا مین آئی بہرام کو
چپ بیٹھا دیکھکر اوس آشنا صورت نے اجنبیون کیطرح سررشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمہارا نام کیا ہے اوسنے
کہا کہ جو ننگ و نام تو مجہسے کبکا چہوٹ چکا ہے تیری نام کے سوا کچھ یاد نہین شہزادی نے پوچھا
یہان کس واسطے آئی ہو جواب دیا کہ پروانی کیلئے آپکا سبب شمع ہے مجہکو بھی روشن ہو گیا تب پوچھا بہرام کی
یہ شوخی کی باتون سی تو بہت محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترشرو ہوکر بولی ای مکار عیار تیری
باتون سی مین نی پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مرد واسطے ہے بہکل نکالکر یہان وارد ہوا ہے ناموس کو برباد کیا
دیکھ پہلے اس میں ایسا کہ ہی نسرا دیتی ہون اور گستاخی کا بدلا لیا لیتی ہون مہ ناکردہ کاریش اور نوش نیچ اور
حلاوت مو قنفِ شہا از زبانک جبید اوسپر کیسے تھے اوسکے علاوہ ملاپ کا صدمہ آگے اوٹھا
چکا تہا وہ نازکی باتون کو سچ سمجھا یقین ہوا کہ اب پہر ہاتھ نہ آوینگا اور نکالا جاؤنگا ماری ڈر کی تہر تہر
کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑہکر بیہوش ہو گیا شعر قتل کر تیری آگے مرنا ہے بہتر کہ دور زندگانی پہر تو پریزاد سہم گئی

کہا وا ڈہسے اسکی جانب آئیے اور جفا کار وئین میرا نام لکہا جائے بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اوسکا
اپنے زانو پر رکہکر نرخ گلفام کی بو یہانتک سونگہائی کہ اوسکو پہر ہوش مین لائی القصہ اگر اپنی تو عقل کو
حاکم ہون سہی زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یا سہی فایدہ نہ پائیگا اگر تو یہ ہستی موہوم نہ چہوڑے تو حباب اپنی
کب تیری پاس آئی جو راہ عشق مین آپسے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پہنچا القصہ بہرام نے
جو آنکہہ کہولی تو اپنا مرتبہ بہ رنگ گل دیکہا اور محبوبہ کا مثل بلبل ماری خوشی کی پہول گیا اور کلی پہلی باہر
پہول گیا پہر تو پی کہتلے اپنے ہونٹہہ کہ شاید گلبرگ تہی اوسکے دہن سی کہ غیرت غنچہ یاسمن تہا ملا اور خوب
مزی اوڑائی از بسکہ وہ گل چین بہی اشتیاق مین بہری ہوئی تہی آپکو روک نسکی گہہ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو
بنایا اور آپس مین نئی نئی طرح سے لطف اوٹہایا روح افزا کا جی لگا کہ ایکساعت اوس ہی جدا نہو اور شوریدہ ہوا
پہر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کیطرح گلی سے لگائی رکہی مگر دشمنونکی نظر سی چہپائی کہی آخر ایک طلسم اوسکے
گلی مین باندہا اور قمری بناکر ایک سونیکی پنجرے مین رکہا پہر تو وہ سرو گل اندام روبرو لٹکائی رکہتی تہی اکیلے پنجرے سے
نکال کر پہر آدمی بنالیتی تہی اور صبح تک اوسکی صحبت سی انواع و اقسام کی کیفیتین اوٹہاتی عرصہ تک اسطرح گذرے
اور یہ بات چہپی رہی آخر عشق اور مشک بنظاہر ہوئے نہین رہتا کچہ بو باس پہیلی حسن آرا تک پہنچی اکیدن
نور کے تڑکے اوسکی سن گن لینے آئی جب روح افزا کی پاس آنکلی دیکہا کہ اوسکی زلف مشکین کا طور بیطور ہے
سیب زنخدان کا رنگ اور ہے نسرین رخسار کی نکہت گل سی اور نرگس بیخواب کی کیفیت جام سی دیکہی
چوٹی کی لٹ اور طرح کہلی پائی اور انگیا کی صورت کچہ اور ہی نظر آئی سمجہی کہ اسکا یاقوت کسی الماس سے
مقدور کندہ ہوا ہے اور جوبنکا نیلم کا بلا شبہ اسکے پنجے کو لگا دوڑ کر غصے سے ایک دوہتہڑ منہ پر مارا
اور کہنے لگی ای علامہ گل کا نام ڈبو دیا کیا غضب کیا تو نے کنوارپنے مین کسسے آنکھ لگائی تجہی غیر مرد سے
حیا نہ آئی حیف تیری زیست پر چہینی بہر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تو نے باپ کا نام ڈبایا
سچ بتا کہ یہ ماجرا ہے نہین تو تیرا گلا گہونٹ ڈالونگی اور جیتا نہ چہوڑونگی روح افزا مارے ڈر کے تہر تہرا گئی

تھی اور کہتی تھی اماں مجھی تمہاری سر کی قسم جو میں نے کسی مرد کو بھی دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں یہ فقط
تہمت ہے اور صاف بندش ہے تم کیسی ماں ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگوں کے کہنے سننے پر جاتی ہو غرض
وہ ہر چند سخت سخت قسمیں کھاتی ہیں اور بہتیری باتیں بناتیں لگاوٹ کی باتیں کیا بلکہ درپے ہوئی کہ چور نے
اس گھر میں کو نقب دی ہے اور اسے پکڑا چاہئے اور اسی طرح شہر کو ڈھونڈا ہے شہر اور جاسوسوں عیاروں نے
زمین و آسمان کو ڈھونڈ مارا لیکن کھوج نہ پایا جب کسی نے کہا العزیز تو عرش پر کسکے ڈھونڈنے کا
ارادہ رکھتا ہے جو تیرے خانہ دل میں ہے اوسکی تجھے خبر نہیں واہ واہ ورد کا دھیان اور تشر دیکھ
آپہی انجان شعر کون ہے گھر میں جب اتنی بھی نہیں تجکو خبر تو پھر تو کیا جانے کیا ہے اوج بام
چرخ پر ۞ القصہ حسن آرا نے حسب ٹوٹکے روح افزا کی خواصوں کو دھمکایا اور ظفر شاہ کے غضب
ڈرایا جب ایک خواص کہ اوسکا نام گلرخ تھا اوسکی نزدیک آکر اوس کو ایسی کہ اس خلوت اکا بھید پھر
کیونکر کھلے وہاں تک لگاتا ہے دیدہ باں بنا شعر اوسکے منہ کے دیکھنے کو دیدہ دل چو نہ چشم ظاہر بند
ہاری دیدار سکتی ہے کب ۞ لیکن انھوں صاحبزادی صبح و شام اس قمری سے مشغول رہتی ہی
اور اوسکے پنجرے کو ایکدم آنکھ سے اوجھل نہیں کرتی ظاہر میں تو یہ پرندہ ہے اور باطن کی ہمکو خبر نہیں بس اپنا
ہار یہ قیاس آگے نہیں اور سکتا کہ اور کچھ ہو یا چھپاتی ہے اسکی کنیز سمجھ سے اے ناداں سبب
اتنا وہ روح سبزہ زار دنیا کی سیر کرتا ہے جب تک یہ مرغ طلسم عناصر اسکے گلے میں پڑا ہے اور قفس وجود
میں طوق بندگی اوسکا گلو گیر ہے چشم ظاہر میں مشت خاک کے سوا کچھ نہیں دیکھتی جس دن یہ طلسم ٹوٹ گیا
حقیقت اوسکی کھل جائیگی کہ وہ کون ہے اور یہ رنگ کیا ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی
فرمایا ہے جب لوگ نیند سے جاگیں اس حال سے آگاہ ہونگے وجود مطلق ایک دریا ہے اور ہر موجود مثل حباب ہے
جیسا حباب بنتا ہے اور ٹوٹتا ہے [illegible] کے سوا کچھ نہیں [illegible] اصل میں وہی دریا ہے لیکن فرق مرتبہ کا
[illegible] حباب [illegible] اور [illegible] حباب اور قطرہ تو قطرہ کہتی ہیں اور [illegible] گوشت پوست [illegible]

اور جنت کو بہشت شعر سپہر میں ہے اور یہی حکم وجود ہے جو زندیق ہے جو حفظ مراتب نکرے تو وہ واقعی
مسئلہ وحدت وجود کا مشکل ترین مسایل ہے بہتیرے اس بحث عمیق میں ڈوبکر مذہب جبری کے بھنور میں جا
پہنسے اور اکثر مسلک دہری کے گرداب میں ڈوبے ہادی یہاں فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہی کی
سوا اوسکی نہیں قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی لشکرگاہ میں جا پہنچکے تو اوتار اسپ
اور اسبابہ لیجانیکا کیا روح افزا اوسکو شاہین سے جنگل میں دیکھکر کلیجہ پکڑ کر رہ گئی نہ سہی تو ارسے
ملاقی ہوا تسلی ہو مطابہ روح قفس تن میں تڑپنے لگا ہر چند سر پٹکا لیکن قضا و قدر کی ہاتھ سے چھوٹا
غرض اوس پی پردہ روح قفس لے اوڑی اور مظفر شاہ کی روبرو اوسکا پنجرہ جا کر کہا یا شاہ نے نکالکر اوسکے
بال و پر تمام نوچ ڈالے آخر گلی سے چھپا ہاتھ پڑا تو ایک تعویذ بندھا نظر آیا اوسکو کھولا پھر آدمی ہو گیا حاضرین
مجلس سخت متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سے جلکر کباب ہو گیا اور کہنے لگا ای بد ذات نابکار تو غضب
سلطانی سے نہ ڈرا اور اپنی جی میں کچھ نہ سوچا سچ کہہ اس صحرا میں تجھے کون لایا اور بادشاہوں کے محل
تک کسی تجھے پہنچایا اس ڈھٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کی سوا کچھ نہ پائیگا اور اسکی سزا میں مارا
جائیگا بہرام بولا عاشقونکا یہی جذبۂ اشتیاق ہے اور انہیں کی سزاوار تکلیف مالایطاق ہے عشق کی
وہ نہ سمجھیں نہیں کہ تو کی آپ کو پاؤں میں ڈالے اور با اختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ رشتہ
اختیاری تو ہی اور بی اختیاری سے جوڑا ہے جسنے زندگی سے ہاتھ دہوئے اوسے موت سے
کیا خطرہ ہے اور جان گئی کیا پروا ہے مگر حسرت یہ ہے جی میں رہیگی اور گور میں جبن خون آنکھوں سے
بہے گی شعر موت سے ہرگز نہیں ڈرتا مجھے غم ہے کہ گالون کی دید سے محروم میں رہجاونگا
آخر مظفر شاہ کا شعلۂ غضب بہڑکا کہ لوگوں سے فرمایا اس آتش کے پرکالے کو جلد شہر سے دور
لیجا کر آگ میں ڈالدو اور جلاکے سیاہ کر دو اتفاقاً تاج الملوک اور بکاولی گلستان ارم کی سیر کو آتے
جس مقام سے جزیرۂ فردوس دیکھ پڑتا تھا وہاں پہنچے جی میں آیا کہ چلو روح افزا کو بھی دیکھ آویں

دونون وہانکی بہی سیر کرین القصہ جزیرہ فردوس کیطرف پہرے اور وہان آنکلے جہان نہایت ازدحام
لکڑیون کا انبار لگا تہا دیکہا بہرام اوسپر بیٹہا تہا بلکہ چارون طرف سے آگ دیچکے تہے جوہین بکاولی نے لوگونکو بہی
دیکہا اور آگ بہڑکی ہوئی اوسی نظر سے تخت اپنا قریب لیجاکر پوچہنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی بول اوٹہا کہ روح افزا کے
عاشق کو جلاتے ہین سنتے ہی اسبات کی تخت سے اوترکر آگے بڑہکر کیا دیکہتی ہے کہ بہرام ہے فی الفور بکاولی نے کہا
جلد اس آگ کو بجہاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک بال بہی جلا تو سبکے سر جلاونگی بلکہ اوسکا گہر کا گہر
خاک مین ملاونگی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجہا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادیکے حوالہ کیا اوسکو ہمراہ لیکر
ایک باغمین جا اوتری پہر تاج الملوک کو اور اوسیکو وہان چہوڑا آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی جاکے
سلام کیا اونہون نے اوسکا سر چہاتی سے لگایا خیر وعافیت پوچہی اور آنیکی حقیقت بکاولی نے کہا کہ میرا
بے اختیار آنیکا اور یہی جان کے دیکہنے کو جی چاہتا تہا اسکے سوا خیریت ہے لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکہا ہے
کہ میرے شوہر کے وزیرزادیکو لوگ جلایا چاہتے تہے اگر مین نہ آتی اور ایکدم کا توقف ہوتا تو وہ جلکر خاک ہو
جاتا اور ماں باپ کو دنیا سے کہو جاتا اگرچہ مرنا سب کا برا ہے خصوصا ایسے جوان شکیل کا فی الواقع یہ تقصیر
ایسی ہوئی تہی لیکن اسطرح کی سزا اب فایدہ نہین رکہتی جو کچہہ ہونا تہا سو ہوچکا ہے پہر عرض کیا کہ آپ
نے اوسی مارڈالا لیکن کلنک کا ٹیکا تو نہ مٹے گا اب تو سب جانتے ہین پہر ہزارون جانینگی اس سے بہتر یہ ہے
کہ اوسکی تقصیر معاف کیجیگا اور روح افزا کو اوسکے ساتہہ بیاہ دیجیے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور
قابل ہے کچہہ اسمین مضایقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا اور جو انسان کو آپ
حقیر جانتے ہین تو پہر مجہکو کیون تاج الملوک کے ساتہہ بیاہا ہے اور بیٹی مین کیا فرق ہے مظفر شاہ نے یہ
باتین سنکر سر جہکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پہر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکہا کہ وہ آنکہون مین
آنسو بہرے سر جہکائے منہہ بنائے بیٹہی ہے ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری کہس کے کہان جاکر سرنگ لگائی تہی
ٹہکانا لگیا تجہے اور دور سے تیری ویسے بس اوٹہہ کہڑی ہو دل کہولکر ملو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا نے

باتوں سے سمجھا کر اوسکو بٹھایا اور بلائیں لیکر گلے سے لپٹ گئی تا کہ بات تو بکاولی وہاں ہی صبح کے وقت روح افزا کو
مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف کروائی پھر اوسکو باتوں میں بٹھا کر تاج الملوک اور بہرام کو لیکر
خجستہ ارم میں جا کر پہنچے اور سب ماجرا من و عن اپنے ماں باپ کو گوش گزار کیا پھر اونسے درخواست کی کہ وہ جیسے
دہوم سے تاج الملوک کو بیاہنے آئی تھی اسیطرح تم بھی بہرام کو بیاہنے چلو اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرو جیسا کہ
اونہوں نے ویسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کے پہولوں کا
سہرا باندہکر بیاہنے کو فوج سمیت فردوس کو روانہ ہوئی وہانکی تیاری کا کہنا کیا ہے یہی کہ بیاہ کا تجمل زبان کیا
بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کیطرف کے لوگوں نے براتیوں کو اور دولہا کو پیشوائی کر نہایت تعظیم و
مجلس نشاط میں لے آئے اور تمام سواریوں کو اوسی مجمع سے اوتروا کر بڑی تعظیم اور تواضع سے حسن آرا کی
دار مجلس نشاط میں بٹھایا پھر رات تک اندر باہر ناچ راگ کی صحبت رہی آتشبازی انواع و اقسام کی چھوٹی
خاندان کی رسمیں کے موافق اوس پری پیکر کا نکاح اوس شکر قمر کے ساتھ بندھوایا ہار اور پان دینے کے بعد
رسم و رسوم کیواسطے محل میں بھجوایا بکاولی بھی بہنوں کی طرح بہرام کے ساتھ گئی اور ٹوٹکے کرتی ہوئے
اوسکی طرف سے خوب جیسے پھر آرسی مصحف دکھایا اور دولہا کو دولہن کو جوٹھا شربت پلایا اوسکے بعد مظفر شاہ
اور حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز و نقد و جنس لونڈی غلام دیکر بہ تجمل تمام رخصت کیا برات کو
رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لیے ہوئے شاد و خرم خجستہ ارم میں داخل ہوگئے وہاں قبل سے
بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اوسی طمطراق سے ایک ملک نگارین کو روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ میں
جا پہنچے پھر بہرام کے ماں باپ کو بلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونوں کا دیدار دکھایا وہ بہو بیٹے کو
دیکھکر بہت شاد ہوئے اور بکاولی کے جان و دل سے ممنون احسان ہوگئے من بعد وزیر مجلس نشاط کی وہاں
تیار کی بادشاہ کو بھی بلوا لایا اور جتنے چھوٹے بڑے امیر تھے اونکو بھی بلایا جسقدر اہل طرب شہر میں تھے
اونکو طلب کیا غرض کئے دن

دن تک ناچ رنگ کی صحبت رہی مہانداری بخوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کے حضور میں سینکڑوں کشتیاں جواہر و پوشاک کی رکھیں اور محل میں بھی اوسی قلیل سے بھجوائیں انعام اور اکرام لوگوں کو بہت سا دیا نقد و جنس بشیار بیشمار بعد اسکی حضرت اعلیٰ قلعہ مبارک میں تشریف لیگئے سب مہمان بھی رخصت ہوئے بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلدی میرے باغ اور محل کو اوکھڑوا کر یہاں سے لے آؤ وہ دو چار ہی دن کے عرصہ میں لیکر پہنچے فی الفور متصل اپنے دولت سرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قایم کر کے روح افزا اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوئے اور بخوبی آباد ہوئے

اشعار

تو جس شب کہ بیاہ کر لایا دلہن شاد	ہماری بھی دی یا الٰہی مراد	یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام
تو پھر فکر تاریخ تھی صبح شام	یکایک سنی میں نے آواز غیب	کہی مذہب عشق تاریخ نام
تاریخ عیسوی سے	ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک زبان	کریں عیسوی سال کو بھی بیان
تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا	کرانے بہ عشق میں کوئے آ	کہ ہے شہر جام کر اختیار
	نور از نہان و سبب آشکار	

الحمد للہ کہ یہ نسخہ خوش اسلوب داستان مرغوب مسمی بہ مذہب عشق

معروف گل بکاولی مطبع فلنکس پریس

واقع شاہجہان آباد متصل کشمیری

دروازہ باہتمام منشی ... ماہ اپریل ۱۸۶۳ ... طبع ہوا

صحیح ... نظامی ...

حسب فرمایش لالہ ... تاجر کتب دہلی